بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 74

شمارہ 30-31

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadr.in

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈیا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

ایڈیٹر
منصور احمد

28 محرّم، 05 صفر 1447 ہجری قمری ❁ 31-24/ وفا 1404 ہجری شمسی ❁ 31-24/ جولائی 2025ء

ارشاد باری تعالیٰ

فَاِذَا قَضَیۡتُمۡ مَّنَاسِکَکُمۡ فَاذۡکُرُوا اللّٰہَ کَذِکۡرِکُمۡ اٰبَآءَکُمۡ اَوۡ اَشَدَّ ذِکۡرًا ؕ

(سورۃ البقرۃ:201)

ترجمہ: پس جب تم اپنے (حج کے) ارکان ادا کر چکو تو اللہ کا ذکر کرو جس طرح تم اپنے آباء کا ذکر کرتے ہو، بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ ذکر۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 18/ جولائی 2025 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

نفل کے ذریعہ انسان بہت بڑا درجہ اور قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اولیاء اللہ کے زمرہ میں داخل ہو جاتا ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

یاد رکھو کہ خدا سے محبتِ تام نفل ہی کے ذریعہ ہوتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ پھر میں ایسے مقرب اور مومن بندوں کی نظر ہو جاتا ہوں، یعنی جہاں میرا منشاء ہوتا ہے، وہیں ان کی نظر پڑتی ہے۔ صادق موت کا بھروسا نہیں رکھتا اور خدا سے غافل نہیں ہوتا۔

ان کے کان ہو جاتا ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جہاں اللہ کی یا اس کے رسول کی یا اس کی کتاب کی تحقیر اور ذلت ہوتی ہے، وہاں سے بیزار اور ناراض ہو کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ سن نہیں سکتے اور کوئی ایسی بات جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور حکم کے خلاف ہو نہیں سنتے اور ایسی مجلسوں میں نہیں بیٹھتے۔ ایسا ہی فسق و فجور کی باتیں اور سماع کے ناپاک نظاروں اور آوازوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ نامحرم کی آواز سن کر بُرے خیالات کا پیدا ہونا زِنَا الۡاُذُن ہے۔ اسی لئے اسلام نے پردہ کی رسم رکھی ہے۔

مسیح کا یہ کہنا کہ زنا کی نظر سے نہ دیکھ، کوئی کامل تعلیم نہیں ہے۔ اس کے مقابلہ میں کامل تعلیم یہ ہے جو مبادی گناہ سے بچاتی ہے۔ قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ (النّور:۳۱) یعنی کسی نظر سے بھی نہ دیکھیں، کیونکہ دل اپنے اختیار میں نہیں ہے۔ یہ کیسی کامل تعلیم ہے۔

پھر فرماتا ہے کہ ہو جاتا ہوں اس کے ہاتھ۔ بعض وقت انسان ہاتھوں سے بہت بے رحمی کرتا ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ مومن کے ہاتھ بے جا طور پر اعتدال سے نہیں بڑھتے۔ وہ نامحرم کو ہاتھ نہیں لگاتے۔

پھر فرماتا ہے کہ اس کی زبان ہو جاتا ہوں۔ اسی پر اشارہ ہے مَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰی (النجم:۴) اسی لئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد تھا اور آپ کے ہاتھ کے لئے فرمایا مَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (الانفال:۱۸) غرض نفل کے ذریعہ انسان بہت بڑا درجہ اور قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اولیاء اللہ کے زمرہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ پھر مَنۡ عَادٰی لِیۡ وَلِیًّا فَقَدۡ بَارَزۡتُہٗ بِالۡحَرۡبِ جو میرے ولی کا دشمن ہو، میں اس کو کہتا ہوں کہ اب میری لڑائی کے لئے طیار ہو جا۔ حدیث میں آیا ہے کہ خدا شیرنی کی طرح جس کا بچہ کوئی اٹھا لے جاوے اس پر جھپٹتا ہے۔

غرض انسان کو چاہیے کہ وہ اس مقام کے حاصل کرنے کے لئے ہمیشہ سعی کرتا رہے۔ موت کا کوئی وقت معلوم نہیں ہے کہ کب آ جاوے۔ مومن کو مناسب ہے کہ وہ کبھی غافل نہ ہو اور خدا تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔“

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 80 تا 81، ایڈیشن 2018، قادیان)

حقیقی مومن ہر قسم کی نمازیں یعنی فرائض اور نوافل اچھی طرح ادا کرتے ہیں وہ اپنی قوم میں سے ہر ایک کی جسمانی عبادت کی حفاظت کرتے ہیں یعنی یہ دیکھتے رہتے ہیں کہ اُنکی اولاد اُنکی بیویاں، اُنکے رشتہ دار اور اُنکے ہمسایہ اور اُنکی سب قوم نماز کی پابند ہے یا نہیں

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ المومنون آیت 10 وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ عَلٰی صَلَوٰتِہِمۡ یُحَافِظُوۡنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

یہاں نماز کا لفظ جمع کی صورت میں آیا ہے۔ پس اس سے ایک تو اس طرف اشارہ ہے کہ وہ ہر قسم کی نمازیں یعنی فرائض اور نوافل اچھی طرح ادا کرتے ہیں اور دوسرے اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ اپنی قوم میں سے ہر ایک کی جسمانی عبادت کی حفاظت کرتے ہیں یعنی یہ دیکھتے رہتے ہیں کہ اُن کی اولاد اُن کی بیویاں، اُن کے رشتہ دار اور اُن کے ہمسایہ اور اُن کی سب قوم نماز کی پابند ہے یا نہیں کیونکہ جب تک سارے خاندان بلکہ ساری قوم کے اعمال درست نہ ہوں اُس وقت تک انسان کا اپنا عمل بھی خطرہ سے باہر نہیں رہ سکتا۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ جب ایک شخص صبح اپنے بچے کو نماز کیلئے جگانے لگتا ہے تو اُس وقت فوراً جذباتِ محبت اُس کے سامنے آ جاتے ہیں اور دل میں کہتا ہے سخت سردی ہے میں اسے کیوں جگاؤں۔ اگر نماز کیلئے جگایا تو اسے سردی لگ جائے گی۔ پھر وہ بیوی کو نماز کیلئے جگانے لگتا ہے تو اس وقت بھی محبت کے جذبات اُس کے سامنے آ جاتے ہیں اور وہ کہتا ہے ساری رات یہ بچے کو اُٹھا کر پھرتی رہی ہے۔ اب میں اسے جگاؤں گا تو اس کی نیند خراب ہو جائیگی، بہتر ہے کہ یہ سوئی رہے، نماز پھر پڑھ لے گی۔ غرض کبھی سخت سردی اور کبھی سخت گرمی کا عذر اس کے سامنے آ جاتا ہے چھ مہینے اس کے سامنے یہ سوال رہتا ہے کہ سخت سردی ہے ان ایام میں بچہ کو نماز کیلئے کیوں جگاؤں اسے سردی لگ جائیگی اور چھ مہینے اُس کے سامنے یہ سوال رہتا ہے کہ نازک اور پھول سا بچہ ہے نماز پڑھنے گیا تو اسے گرمی لگ جائیگی۔ پھر کبھی بیوی کو جگاتے وقت یہ خیال آ جاتا ہے کہ یہ ساری رات تو بچے کو اٹھائے پھرتی رہی ہے اس لئے بہتر ہے کہ سوئی رہے، نماز پھر پڑھ لے گی۔ غرض قدم قدم پر جذبات اور احساسات اُس کے سامنے آ جاتے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ اُنکی اصلاح ہوتی ہے اور نہ اس کی اپنی اصلاح مکمل ہوتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ قُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ وَاَہۡلِیۡکُمۡ نَارًا۔ یعنی

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صحابہ سے محبت اور ان کی دلداری

❁ حضرت مِسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قبائیں آئیں تو میرے باپ مخرمہؓ نے مجھ سے کہا کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس میرے ساتھ چلو، اُمید ہے کہ آپؐ ان میں سے ہمیں بھی دیں گے۔ میرے باپ دروازے پر کھڑے ہو گئے اور باتیں کرنے لگے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز پہچانی اور باہر نکلے۔ آپؐ کے پاس ایک قبا تھی۔ آپؐ ان کو اس قبا کی خوبیاں دکھانے لگے اور آپؐ یہ بھی فرماتے تھے کہ یہ میں نے تمہارے لئے چھپا رکھی تھی۔ یہ میں نے تمہارے لیے چھپا رکھی تھی۔

❁ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا عورت کی شہادت مرد کی شہادت کے نصف کے برابر نہیں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ اس کی عقل کی کمی کے سبب سے ہے۔

❁❁❁

اس شمارہ میں

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 04/ جولائی 2025 (مکمل متن)
خطاب حضور انور فرمودہ بر موقعہ جلسہ سالانہ قادیان 2024ء
جماعت احمدیہ بلجیم کے ایک وفد کی حضور انور سے ملاقات
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
تذکارِ مہدیؑ (روایات حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)
خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال و جواب
نماز جنازہ حاضر و غائب، وصایا، نکاح و اعلانات
خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

ہم اعضاء عطیہ کر سکتے ہیں اور تجربات کے ساتھ ساتھ ہم پیوند کاری کے لیے بھی اپنے اعضاء عطیہ کر سکتے ہیں
کوئی بھی کام، کوئی بھی عمل جو دوسرے لوگوں کے فائدے کیلئے ہو آپ اسے سرانجام دے سکتے ہیں، یہی اسلامی تعلیم ہے

تبلیغ کا بہترین ذریعہ ذاتی تجربات ہیں
اپنے آپ کو مختلف بحث مباحثوں میں الجھانے یعنی ہستیٔ باری تعالیٰ، وفات مسیحؑ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد،
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد، قرآن و بائبل میں پیشگوئیوں وغیرہ کی بجائے پہلے اپنی مثال پیش کریں
اگر وہ آپ کی مثال دیکھ کر آپ کے اخلاق سے راضی ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ آپ ایک بہتر انسان ہیں تو وہ پوچھیں گے کہ اس تبدیلی کی وجہ کیا ہے؟

اگر آپ سہولت سے ان کمپنیوں کا بائیکاٹ کر سکتے ہیں تو آپ بے شک کر لیں، اس میں کوئی حرج نہیں، مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے
لیکن اگر آپ کچھ نہیں خریدیں گے تو کیا ہوگا؟ فائدہ تو تب ہی ہے اگر حکومتیں اقدامات اٹھائیں، خاص طور پر اگر اسلامی حکومتیں اسرائیل کی مصنوعات کے خلاف کارروائی کریں،
پھر وہ ان کی معیشت کو متاثر کر سکیں گے یا کسی حد تک اسرائیلی کمپنیوں کی پیداوار اور نفع کو، ورنہ ایک فرد کی کارروائی ان کی مصنوعات یا ان کے کاروبار پر کوئی خاص اثر نہیں ڈالے گی

بنیادی چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ میں نے جن و انس کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے
اگر ہم ان احکام کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں جو اس نے نازل کیے ہیں، جن میں روزانہ کی پنج وقتہ نمازیں بھی شامل ہیں
اور اگر ہم اس کے معنی بھی جانتے ہوں تو اس کے ساتھ ایک اچھا تعلق پیدا کر سکتے ہیں

احمدی خواتین کو درحقیقت بیرونی تقریبات میں شرکت کرنے کی مشروط اجازت حاصل ہے
بشرطیکہ ایسی سرگرمیوں کا مقصد عوام الناس کو فائدہ پہنچانا اور اسلام احمدیت کی حقیقی تعلیمات کو عام کرنا ہو
اگر ایسے مواقع پر خطاب کا بھی کہا جائے تو اسلامی تعلیمات کو بیان کرنے کے لیے زیادہ موزوں یہ ہوگا کہ اسٹیج پر آنے والی خواتین بالغ نیز پختہ عمر کی تجربہ کار ہوں
اگر صرف خواتین کی تقریب ہو تو بہتر ہوگا لیکن اگر یہ mixed gathering ہو تو ہمیں اس سے احتراز کرنا چاہئے
میں اس بات کو ترجیح دیتا ہوں کہ آپ خود ایسی تقریبات منعقد کریں جن میں دوسرے لوگوں اور مسلمانوں کو مدعو کیا جائے اور اس میں ان سے مخاطب ہوں

ماں باپ کو تو شروع سے ہی اپنی تربیت ایسی رکھنی چاہئے کہ اسلام کہتا ہے کہ لڑکے اور لڑکی دونوں کے مساوی حقوق ہیں
آنحضرت ﷺ نے تو یہاں تک فرمایا کہ اگر تین لڑکیاں کسی کے ہاں پیدا ہوں اور وہ ان کی اچھی تربیت کرے اور ان کو اچھی تعلیم دلوائے تو وہ جنت میں چلا جاتا ہے
تو یہ چیزیں ہیں، پہلے تو ماں باپ کو خود اپنے گھر سے اس کی اصلاح کرنی چاہئے

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ جماعت احمدیہ بلجیم کے ایک وفد کی ملاقات

مورخہ 11 فروری 2024ء کو امام جماعتِ احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بلجیم سے تشریف لانے والے 78 احباب پر مشتمل ایک وفد کو جس میں نَو مبائعین اور ایک غیر از جماعت دوست بھی شامل تھے اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں واقع مسرور ہال میں بالمشافہ ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔ وفد نے خصوصی طور پر اس ملاقات میں شرکت کی غرض سے بلجیم سے برطانیہ کا سفر اختیار کیا۔

ملاقات کا آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم و ترجمہ سے ہوا جس کے بعد شاملینِ مجلس کو حضور انور سے شرفِ گفتگو حاصل ہوا۔ حضور انور نے سب سے پہلے لجنہ ممبرات کی تعداد کے بارے میں استفسار فرمایا، جس پر عرض کیا گیا کہ شریک خواتین کی کُل تعداد تیس ہے جن میں بائیس لجنہ، سات ناصرات اور ایک چھوٹی بچی شامل ہے نیز اڑتالیس کی تعداد میں مرد احباب شریکِ مجلس ہیں۔

اس کے بعد حضور انور نے ایک نَو مبائع کی جانب متوجہ ہوتے ہوئے دریافت فرمایا کہ انہوں نے کب اور کیوں احمدیت قبول کی تھی؟ موصوف نے عرض کیا کہ دس مہینے قبل وہ جماعتِ احمدیہ مسلمہ میں شامل ہوئے۔ نیز قبولِ احمدیت کی وجہ بیان کرتے ہوئے عرض کیا کہ جب میں نے اپنے پڑوس میں جماعت کا ماٹو ''محبّت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں'' پڑھا تو مجھے اپنے دل سے ایک پکارنے والی آواز آئی، یہ بات میرے دل کو لگی اور میرے اندر مسجد جانے کی تڑپ پیدا ہوئی۔ پھر میری امام مسجد سے بات ہوئی۔ اس پر حضور انور نے موصوف کی بات میں اضافہ کرتے ہوئے فرمایا کہ پھر آپ نے احمدیت قبول کر لی۔ مزید دریافت فرمایا کہ کیا آپ نے کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' پڑھی ہے؟ اس پر انہوں نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے عرض کیا کہ ان کے پاس یہ تصنیف کتابی شکل اور آڈیو ٹیپ دونوں صورت میں موجود ہے۔

حاضرینِ مجلس میں سے اگلے شخص کا تعلق روانڈا (Rwanda) سے تھا جنہوں نے حضور انور کے دریافت فرمانے پر عرض کیا کہ وہ بلجیم میں تقریباً عرصہ تیس سال سے مقیم ہیں۔ اس پر حضور انور نے مزید دریافت فرمایا کہ آپ کے بچے یہاں پیدا ہوئے ہیں؟ کیا وہ سب احمدی ہیں؟ موصوف کے اثبات میں جواب دینے پر حضور انور نے اچھا ماشاءاللہ! کہتے ہوئے مزید استفسار فرمایا کہ آپ نے احمدیت کب قبول کی تھی؟ انہوں نے عرض کیا کہ 1982ء میں۔ جس پر حضور انور نے فرمایا کہ پھر تو آپ پرانے احمدی ہیں بلکہ آپ تو ایک پیدائشی احمدی کی طرح ہیں۔

ایک شریکِ مجلس نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے عرض کیا کہ ان کا تعلق بینن سے ہے جو گھانا کے پاس ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے، میں وہاں گیا ہوا ہوں۔ موصوف نے عرض کیا کہ اب میں بلجیم میں مقیم ہوں اور آپ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ہمیں یہاں خوش آمدید کہا، ہم یہاں آ کر بہت خوش ہیں اور آپ سے ملنا بہت بڑی سعادت کی بات ہے۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ نے کب احمدیت قبول کی تھی؟ موصوف نے عرض کیا کہ میں نے چند مہینے قبل احمدیت قبول کی تھی۔ جب آپ بلجیم تشریف لائے تھے، مجھے اس وقت آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا۔

پھر حضور انور نے خواتین کی جانب متوجہ ہوتے ہوئے دریافت فرمایا کہ ان کا دورہ کیسا رہا ہے؟ ایک نومبائع لجنہ ممبر نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ انہوں نے 2022ء میں احمدیت قبول کی تھی نیز انہوں نے اپنے جذبات و محبت کا مزید اظہار اس پیرائے میں کیا کہ میں پہلی دفعہ یہاں آئی ہوں اور میرے لیے یہ بڑا خاص موقع ہے۔ ادھر موجود ہونا بڑی سعادت کی بات ہے۔ یہاں سب کچھ بہت خوبصورت لگتا ہے۔ میں نے یہاں کی مسجد پہلی دفعہ دیکھی ہے۔ میں ہمیشہ یہاں کے مناظر یوٹیوب (YouTube) پر دیکھتی تھی اور اب خود اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بہت اچھا لگا۔ بڑی برکت کی بات ہے۔ حضور انور نے اچھا ماشاءاللہ! کے مبارک الفاظ سے اس پر اظہارِ خوشنودی فرمایا۔

بعد ازاں موصوفہ کو اس مجلس کا پہلا سوال پوچھنے کی بھی سعادت حاصل ہوئی، انہوں نے جسمانی اعضاء کے عطیہ کے بارے میں جماعتی موقف دریافت کیا؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ہم اعضاء عطیہ کر سکتے ہیں اور تجربات کے ساتھ ساتھ ہم پیوند کاری کے لیے بھی اپنے اعضاء عطیہ کر سکتے ہیں۔ کوئی بھی کام، کوئی بھی عمل جو دوسرے لوگوں کے فائدے کے لیے ہو آپ اسے سرانجام دے سکتے ہیں، یہی اسلامی تعلیم ہے۔

اگلی نومبائع لجنہ ممبر نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ ان کے شوہر پاکستانی ہیں، جس پر حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا وہ اچھے شوہر ہیں؟ انہوں نے

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

خدا تعالیٰ کے نشانات دیکھ کر مسلمانوں کے دل فتح مکّہ کے دن ایمان سے اتنے پُر ہو رہے تھے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پر ان کا یقین اِس طرح بڑھ رہا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب زمزم کے چشمہ سے (جو اسمٰعیلؑ بن ابراہیمؑ کے لیے خدا تعالیٰ نے بطور نشان پھاڑا تھا) پانی پینے کے لیے منگوایا اور اس میں سے کچھ پانی پی کے باقی پانی سے آپؐ نے وضو فرمایا تو آپؐ کے جسم میں سے کوئی قطرہ زمین پر نہیں گر سکا۔ مسلمان فوراً اس کو اچک لے جاتے اور تبرک کے طور پر اپنے جسم پر مل لیتے تھے اور مشرک کہہ رہے تھے ہم نے کوئی بادشاہ دنیا میں ایسا نہیں دیکھا جس کے ساتھ اس کے لوگوں کو اتنی محبت ہو

فتح مکّہ کے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ کہ اے اللہ! یقیناً اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے

فتح مکّہ کے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کمان تھی۔ جب بھی آپؐ کسی بت کے پاس سے گزرتے تو اس کے ساتھ بت کی آنکھ میں مارتے اور فرماتے: جَاءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا کہ حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا۔ یقیناً باطل بھاگ جانے والا ہی ہے

ایک روایت میں ہے آپؐ نے کفارِ مکّہ سے فرمایا: أَقُوْلُ کَمَا قَالَ یُوْسُفُ: لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ وَھُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ، میں وہی کہوں گا جو یوسف نے کہا تھا کہ آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں۔ اللہ تمہیں بخش دے گا اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔
لوگ عام معافی کا اعلان سن کر اس طرح نکلے گویا کہ ابھی ابھی قبروں سے نکلے ہوں اور اسلام میں داخل ہو گئے

مکرمہ سیدہ لبنیٰ احمد صاحبہ اہلیہ سید مولود احمد صاحب اور مکرمہ نازمون بی بی زبیر صاحبہ اہلیہ محمد شفیع زبیر صاحب آف جرمنی کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

غزوۂ فتح مکّہ کے تناظر میں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پُر معارف بیان

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 04/جولائی 2025ء بمطابق 04/وفا 1404 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

گذشتہ خطبہ میں فتح مکّہ کے ضمن میں مکّہ میں داخل ہونے کے حالات کا ذکر ہوا تھا۔ اس کی مزید تفصیل اس طرح ہے۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ جب ابوسفیان خدا تعالیٰ کے لشکروں کا جو اس کے پاس سے گزر رہے تھے مشاہدہ کر کے مکّہ پہنچا اور اس وقت مسلمان ذی طُوٰی پہنچ چکے تھے جو مسجد حرام سے نصف میل کے فاصلے پر مکّہ کی ایک وادی ہے اور صحابہؓ وہاں پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرنے لگے حتٰی کہ سارے صحابہ وہیں جمع ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سبز پوش دستے کے ساتھ آئے۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ آپ اپنی اونٹنی قَصواء پر حضرت ابوبکرؓ اور اُسید بن حضیرؓ کے درمیان تھے۔ حضرت عبداللہ بن مُغَفَّلؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ فتح مکّہ کے روز آپ اپنی اونٹنی پر تھے اور آپ سورۂ فتح پڑھ رہے تھے۔ یہ روایت بخاری میں ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکّہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو لوگ آپ کی زیارت کے لیے آئے۔ عاجزی کی وجہ سے آپ کا سر کجاوے کو چھو رہا تھا۔ یعنی جو اونٹ کی سیٹ تھی، جہاں بیٹھے ہوئے تھے اس کے اگلے حصے کو چھو رہا تھا۔ جب آپؐ مکّہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپؐ نے سیاہ رنگ کا عمامہ باندھ رکھا تھا۔ آپؐ کا جھنڈا بھی سیاہ تھا اور پرچم بھی سیاہ تھا۔ بعض روایات کے مطابق چھوٹا جھنڈا یعنی لواء سفید رنگ کا تھا۔ آپؐ ذِی طُوٰی جگہ پر کھڑے ہوئے۔ آپ لوگوں کے درمیان تھے۔ فتح اور مسلمانوں کی کثرت دیکھ کر آپ کی ریش مبارک عاجزی کی وجہ سے کجاوے کو چھو رہی تھی یا قریب تھا کہ وہ چھو لے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ کہ اے اللہ! یقیناً اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔

عدل و انصاف اور انکسار و تواضع کا ایک اَور پہلو یہ تھا کہ آپ نے اپنے پیچھے اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کے بیٹے اسامہ کو سوار فرمایا ہوا تھا حالانکہ قریش کے رؤساء اور بنو ہاشم کے بیٹے بھی موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیس رمضان المبارک کو مکّہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت سورج کچھ بلند ہو چکا تھا۔

(سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 226 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (صحیح البخاری کتاب المغازی باب این رکز النبیؐ الرایۃ یوم الفتح حدیث: 4281) (فرہنگ سیرت صفحہ نمبر 180 زوار اکیڈمی کراچی) (الطبقات الکبریٰ جلد 2 صفحہ 103-104 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (امتاع الاسماع جلد 8 صفحہ 384 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (تاریخ الخمیس جلد 2 صفحہ 84، 77 از مکتبۃ الشاملہ) (السیرۃ الحلبیہ جلد 3 صفحہ 122 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (سنن الترمذی ابواب الجہاد باب ما جاء فی اللویہ حدیث 1679)
(ماخوذ از زرقانی جلد 3 صفحہ 414 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں کہ ’’یہ علوّ جو خدا تعالیٰ کے خاص بندوں کو دیا جاتا ہے وہ انکسار کے رنگ میں ہوتا ہے اور شیطان کا علوّ استکبار سے ملا ہوا تھا۔ دیکھو! ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکّہ کو فتح کیا تو آپ نے اسی طرح اپنا سر جھکایا اور سجدہ کیا جس طرح پر اُن مصائب اور مشکلات کے دنوں میں جھکاتے اور سجدے کرتے تھے جب اسی مکّہ میں آپ کی ہر طرح سے مخالفت کی جاتی اور دکھ دیا جاتا تھا۔ جب آپ نے دیکھا کہ میں کس حالت میں یہاں سے گیا تھا اور کس حالت میں اب آیا ہوں تو آپ کا دل خدا کے شکر سے بھر گیا اور آپ نے سجدہ کیا۔‘‘ (ملفوظات جلد 3 حاشیہ صفحہ 260، ایڈیشن 2022ء)

اس بارے میں کہ فتح مکّہ کے روز آپؐ کا قیام کہاں ہوا تھا؟ لکھا ہے کہ مکّہ کے قریب پہنچ کر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ مکّہ میں قیام کہاں ہوگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکّہ میں عقیل نے کوئی گھر ہمارے لیے چھوڑا بھی ہے! عقیل حضرت ابوطالب کے بیٹے تھے اور یہ حدیبیہ سے کچھ پہلے اسلام لائے تھے اور کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اس سے پہلے ساری جائیداد وغیرہ فروخت کر دی تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا قیام خَیْفُ بنی کِنَانہ میں ہوگا جہاں قریش نے کفر پر قسمیں کھائی تھیں۔ اور تمام صحابہ کو حکم ہوا کہ وہیں جمع ہوں۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ اس روز مَیں ان لوگوں میں سے تھا جو آپؐ کے ساتھ ساتھ تھے۔ فتح مکّہ کے دن میں آپ کے ساتھ ہی داخل ہوا اور جب مکّہ کے گھر دیکھے تو آپ رک گئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ آپؐ نے اپنے خیمے کی جگہ کو دیکھا اور فرمایا اے جابر! یہ ہمارے قیام کی جگہ ہے۔ اسی جگہ قریش نے ہمارے خلاف کفر کی حالت میں قسمیں کھائی تھیں۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں اس پر مجھے وہ بات یاد آ گئی جسے میں نے مدینہ میں آپ سے سنا تھا۔ آپؐ نے فرمایا تھا کہ جب ہم مکّہ فتح کریں گے تو ہمارا قیام خَیْف بنی کِنَانہ میں ہوگا جہاں کفر کی حالت میں انہوں نے قسمیں کھائی تھیں کہ وہ بنو ہاشم سے خرید و فروخت نہیں کریں گے اور نہ ان سے نکاح کریں گے اور نہ انہیں پناہ دیں گے اور انہیں ایک گھاٹی شعب ابی طالب میں محصور رہنے پر مجبور کر دیا تھا۔

علماء کے نزدیک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حضور اظہار تشکر کے طور پر اب یہاں قیام کرنے کا فیصلہ فرمایا ہوگا۔ کیونکہ یہ بعض کا خیال ہے۔ بعض روایات کے مطابق آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ مکّہ میں اپنے گھر کے علاوہ کسی اَور گھر قیام فرما لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کر دیا۔ آپ نے فرمایا میں دوسرے گھروں میں داخل نہیں ہوں گا۔ حضرت ابورافعؓ نے حَجُون کے مقام پر آپ کا خیمہ لگایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپ کی ازواج میں سے حضرت اُمِّ سَلَمہ اور میمونہ تھیں۔ آپ ہر نماز کے لیے حَجُون سے مسجد حرام میں تشریف لاتے تھے۔

(ماخوذ از سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 230-231 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (فتح الباری جلد 8 صفحہ 17-18 آرام باغ کراچی) (اسد الغابہ جلد 4 صفحہ 61 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (دائرہ معارف جلد 9 صفحہ 99-100 بزم اقبال لاہور)
(اللؤلؤ المکنون، جلد 4 صفحہ 49 دار الصمیعی للنشر والتوزیع)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاریخ کی کتب سے لے کر بیان کرتے ہیں کہ ’’جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکّہ میں داخل ہوئے آپ سے لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا آپ اپنے گھر میں ٹھہریں گے؟ آپ نے فرمایا

کیا عقیل نے (یہ آپ کے چچا زاد بھائی تھے) ہمارے لیے کوئی گھر چھوڑا بھی ہے؟ یعنی میری ہجرت کے بعد میرے رشتہ داروں نے میری ساری جائیداد بیچ باچ کر کھالی ہے۔ اب مکّہ میں میرے لیے کوئی ٹھکانا نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا ہم خَیف بنی کِنَانہ میں ٹھہریں گے۔ یہ مکّہ کا ایک میدان تھا جہاں قریش اور کِنَانہ قبیلہ نے مل کر قسمیں کھائی تھیں کہ جب تک بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر ہمارے حوالہ نہ کر دیں اور ان کا ساتھ نہ چھوڑ دیں ہم ان سے نہ شادی بیاہ کریں گے نہ خرید و فروخت کریں گے۔ اس عہد کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے چچا ابوطالب اور آپ کی جماعت کے تمام افراد وادی ابوطالب میں پناہ گزین ہوئے تھے اور تین سال کی شدید تکلیفوں کے بعد خدا تعالیٰ نے انہیں نجات دلائی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ انتخاب کیسا لطیف تھا۔ مکّہ والوں نے اِسی مقام پر قسمیں کھائی تھیں کہ جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سپرد نہ کر دیے جائیں ہم آپ کے قبیلہ سے صلح نہیں کریں گے۔ آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی میدان میں جا کر اترے اور گویا مکّہ والوں سے کہا کہ جہاں تم چاہتے تھے میں وہاں آ گیا ہوں مگر بتاؤ تو سہی کیا تم میں طاقت ہے کہ آج مجھے اپنے ظلموں کا نشانہ بنا سکو!! وہی مقام جہاں تم مجھے ذلیل اور مقہور شکل دیکھنا چاہتے تھے اور خواہش رکھتے تھے کہ میری قوم مجھے پکڑ کر اِس جگہ تمہارے سپرد کر دے وہاں میں ایسی شکل میں آیا ہوں کہ میری قوم ہی نہیں سارا عرب بھی میرے ساتھ ہے اور میری قوم نے مجھے تمہارے سپرد نہیں کیا بلکہ میری قوم نے تمہیں میرے سپرد کر دیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ یہ دن بھی پیر کا دن تھا۔ وہی دن جس دن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غار ثور سے نکل کر صرف ابوبکرؓ کی معیت میں مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ وہی دن جس میں آپ نے حسرت کے ساتھ ثور کی پہاڑی پر سے مکّہ کی طرف دیکھ کر کہا تھا۔ اے مکہ! تُو مجھے دنیا کی ساری بستیوں سے زیادہ پیارا ہے لیکن تیرے باشندے مجھے اس جگہ پر رہنے نہیں دیتے۔'' (دیباچہ تفسیر القرآن۔ انوار العلوم جلد 20 صفحہ 344-345)

(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ 215۔ ایڈیشن اوّل)

حضرت ام ہانی بنت ابی طالبؓ بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ کے بالائی حصہ میں پڑاؤ فرمایا تو بنو مخزُوم میں سے میرے دو سسرالی رشتہ دار بھاگ کر میرے پاس آ گئے۔ میرا بھائی حضرت علیؓ میرے پاس آیا اور اس نے کہا خدا کی قسم! میں ان دونوں کو قتل کر دوں گا۔ میں نے ان دونوں کے لیے اپنے گھر کا دروازہ بند کر دیا۔ پھر میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکّہ کے بالائی حصہ میں آئی۔ میں نے آپ کو پانی کے ایک برتن میں سے غسل کرتے پایا جس میں گوندھے ہوئے آٹے کے نشانات موجود تھے اور آپ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ ایک کپڑے کے ساتھ آپ کے لیے پردہ کیے ہوئے تھی۔ غسل کے بعد آپ نے اپنے کپڑے تبدیل کیے۔ پھر چاشت کے وقت آٹھ رکعت نماز ادا کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے ام ہانی! خوش آمدید۔ تمہارا کیسے آنا ہوا؟ انہوں نے ان دونوں آدمیوں اور حضرت علی کے متعلق سارا معاملہ بتایا کہ اس طرح حضرت علیؓ ان کو قتل کرنا چاہتے تھے اور میں ان کو اپنے گھر میں چھپا کر آئی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن کو تم نے پناہ دی انہیں ہم نے پناہ دی اور جن کو تم نے امان دی ان کو ہم نے امان دی۔ پس وہ ان دونوں کو قتل نہ کرے یعنی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت علیؓ ان کو قتل نہیں کریں گے یہ دو افراد حضرت ام ہانیؓ کے سسرالی رشتہ دار حارث بن ہشام اور عبداللہ بن ربیعہ تھے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ 743-744 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (ماخوذ صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ فی الثوب الواحد ملتحفاًبہ حدیث 357) (سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 249-250 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں۔ ہم سے کسی نے بیان نہیں کیا کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا سوائے ام ہانی کے۔ یعنی صرف یہ روایت ام ہانی کی ہے کہ آپ چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے اور اس کا کوئی اَور گواہ نہیں ملا۔ حضرت ام ہانی بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکّہ کے دن ان کے گھر میں تشریف لائے اور آپ نے غسل کیا اور آٹھ رکعت نماز پڑھی۔ میں نے اس سے زیادہ ہلکی نماز کبھی نہیں دیکھی مگر آپ پوری طرح رکوع اور سجدہ کرتے تھے۔ یہ بخاری کی روایت ہے۔

(صحیح البخاری ابواب التطوع باب صلاۃ الضحیٰ فی السفر حدیث 1176)

آٹھ رکعت نماز جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمائی۔ اس کے بارہ میں علماء نے مختلف آراء کا اظہار کیا ہے کہ یہ کون سی نماز تھی؟ بعض نے کہا کہ یہ چاشت تھی یا اشراق۔ کسی نے اس نماز کو اشراق کہا ہے اور کسی نے کہا کہ چاشت کی نماز تھی۔ بعض کے نزدیک یہ نماز، نماز فتح تھی جو کسی شہر یا قلعہ وغیرہ فتح کرنے کے بعد شکرانے کے طور پر پڑھی گئی اور اسی سنت کے طور پر بعد میں امرائے اسلام نے فتوحات کے بعد آٹھ رکعت نماز ادا کرنی شروع کی تھی۔

(اللؤلؤ المکنون، جلد 4 صفحہ 52 دار الصمیعی للنشر والتوزیع)

ایک رائے یہ بھی ہے کہ فتح مکّہ کی رات چونکہ بعض انتہائی اہم امور پیش نظر تھے جس کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنے مصروف رہے کہ تہجد کی نماز پڑھنے کا وقت نہیں ملا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت ادا کی یعنی صبح کے وقت۔ اور شاید اسی وجہ سے ایک مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی وجہ سے تہجد کی نماز رہ جائے تو صبح سورج نکلنے کے بعد آٹھ رکعت نماز پڑھ لینی چاہیے۔

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر تم کسی دن تہجد نہ پڑھ سکو تو اشراق ہی پڑھ لو۔'' (خطبات محمود جلد 22 صفحہ 477، خطبہ جمعہ فرمودہ 19 ستمبر 1941ء)

یہ بھی بعض روایات میں ملتا ہے کہ اگر کبھی نہ پڑھ سکے ہوں تو آپؐ اس طرح تہجد کی نماز کی جگہ اشراق پڑھ لیا کرتے تھے۔

میر عباس علی صاحب لدھیانوی کے نام ایک مکتوب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ آپؑ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھتے ہیں کہ ''اس عاجز نے پہلے لکھ دیا تھا کہ آپ اپنے تمام اَوْرَادِ معمولہ کو'' یعنی جو ورد آپ کرتے ہیں معمول میں ''بدستور لازم اوقات رکھیں۔ صرف ایسے طریقوں سے پرہیز چاہئے جن میں کسی نوع کا شرک یا بدعت ہو۔'' اس سے پرہیز کریں۔ ''پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اشراق پر مداومت ثابت نہیں۔'' یہ نہیں ثابت ہوتا کہ آپ باقاعدہ اشراق پڑھا کرتے تھے۔ ''تہجد کے فوت ہونے پر یا سفر سے واپس آ کر پڑھنا ثابت ہے لیکن تعبد میں کوشش کرنا اور کریم کے دروازہ پر پڑے رہنا عین سنت ہے۔'' (مکتوبات احمد جلد اوّل صفحہ 528 مکتوب نمبر 15) یعنی عبادت اور بندگی کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے دروازے پر پڑے رہنا یہی تو اصل سنت ہے۔

مسجد حرام میں داخلے کا اور طواف کا ذکر ملتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن کا کچھ حصہ اپنے خیمے میں تشریف فرما رہے۔ پھر آپؐ نے اپنی اونٹنی قَصْوَاء کو منگوایا۔ اسے آپ کے خیمہ کے دروازہ کے قریب کر دیا گیا۔ آپ ہتھیار لینے اور سر پر خَود پہننے کے لیے چلے گئے۔ صحابہ آپ کے اردگرد حلقہ بنائے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار ہوئے۔ خَنْدَمَہ سے لے کر حَجُون تک گھوڑوں کی بل کھاتی قطار تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گزرے۔ آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ تھے۔ آپ ان کے ساتھ باتیں کر رہے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکّہ کے موقع پر کَدَاء پہاڑ کی جانب سے مکّہ میں داخل ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ عورتیں گھوڑوں کے منہ پر اپنے دوپٹے مار مار کر ان کو پیچھے ہٹا رہی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے حضرت ابوبکرؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا اے ابوبکر! حَسّان بن ثابت نے کیا کہا ہے؟ یعنی حسّان بن ثابت نے کوئی شعر کہے تھے۔ ان کے بارے میں پوچھا۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے وہ اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ میں اپنی پیاری بیٹی کو کھو دوں اگر تم ایسے لشکروں کو غبار اڑاتے ہوئے نہ دیکھو جن کے وعدوں کی جگہ کَدَاء پہاڑ ہے۔ وہ تیز رفتار گھوڑے اپنی لگاموں کو کھینچ رہے ہیں۔ عورتیں انہیں اپنی اوڑھنیوں سے مار رہی ہیں۔ یہ نقشہ کھینچا انہوں نے گھوڑوں کا اور وہی اس وقت وہاں واقعہ ہو رہا تھا۔

حضرت ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فتح مکّہ کے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکّہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو خانہ کعبہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بت نصب تھے جنہیں سیسے کے ساتھ لگایا گیا تھا۔ ہُبَل سب سے بڑا بت تھا۔ یہ خانہ کعبہ کے سامنے تھا۔ اِسَاف اور نائلہ اس جگہ تھے جہاں لوگ اپنے جانور ذبح کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کمان تھی۔ آپ نے کمان کو کنارے سے پکڑا۔ جب بھی آپؐ کسی بت کے پاس سے گزرتے تو اس کے ساتھ بت کی آنکھ میں مارتے اور فرماتے۔ جَآءَ الۡحَقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا (بنی اسرائیل:8) کہ حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا۔ یقیناً باطل بھاگ جانے والا ہی ہے۔

آپؐ خانہ کعبہ کے پاس پہنچ گئے اور اسے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر آگے بڑھے اور اپنے عصا کے ساتھ حجر اسود کو چھوا اور اللہ اکبر! کہا۔ مسلمانوں نے بھی جواباً تکبیر کہی۔ وہ بار بار نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے رہے یہاں تک کہ مکّہ اللہ اکبر! کے نعروں سے گونج اٹھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خاموش ہو جانے کا اشارہ کیا۔ پہاڑوں پر مشرکین یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ حضرت محمد بن مسلمہ اونٹنی کی نکیل پکڑے ہوئے تھے۔ آپؐ حجر اسود کے پاس آئے اور اسے چھوا اور بیت اللہ کا طواف کیا۔ جب آپ نے طواف مکمل کر لیا تو اپنی سواری سے نیچے اتر آئے۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم نے مسجد میں اونٹنی کو بٹھانے کی جگہ نہ پائی تو آپ لوگوں کی ہتھیلیوں پر اترے یعنی لوگوں نے اپنے ہاتھ آگے کیے۔ آپ اس پہ کھڑے کھڑے اونٹ سے نیچے اتر گئے۔ اونٹنی کو باہر لے جایا گیا۔ حضرت معمر بن عبداللہؓ آئے اور اونٹنی کو لے کر وادی میں چلے گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن خطابؓ کو فتح مکّہ کے وقت حکم دیا کہ جب وہ بطحاء میں تھے کہ وہ خانہ کعبہ کے اندر جائیں اور اس میں موجود ہر تصویر کو مٹا دیں جب تک اس میں موجود ہر تصویر مٹا نہیں دی گئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس میں داخل نہیں ہوئے۔

ارشاد باری تعالیٰ

اِذۡ تَسۡتَغِیۡثُوۡنَ رَبَّکُمۡ فَاسۡتَجَابَ لَکُمۡ اَنِّیۡ مُمِدُّکُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ مُرۡدِفِیۡنَ (الانفال:10)

ترجمہ: (یاد کرو) جب تم اپنے ربّ سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری التجا کو قبول کر لیا (اس وعدہ کے ساتھ) کہ میں ضرور ایک ہزار قطار در قطار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا۔

طالب دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

ارشاد باری تعالیٰ

وَعِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِیۡنَ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ ہَوۡنًا وَّاِذَا خَاطَبَہُمُ الۡجٰہِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا (الفرقان:64)

ترجمہ: اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی اور عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو (جواباً) کہتے ہیں ''سلام''۔

طالب دعا: محمد منیر احمد ولد مکرم غلام محمد سنوری صاحب مرحوم و افراد خاندان (صدر جماعت احمدیہ کا ماریڈی)

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تصویریں بھی نکالی گئیں۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں فال نکالنے والے تیر تھے۔ ان کی بھی وہاں تصویریں بنائی گئی تھیں یا بت بنائے گئے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تصاویر کو دیکھا تو فرمایا: اللہ ان بت پرستوں کو ہلاک کرے۔ ان بت پرستوں کو علم ہے کہ یہ جو ہاتھ میں پکڑائے ہوئے تیر ہیں، ان دونوں نے یعنی حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہ السلام نے ان کے ذریعہ سے کبھی فال نہیں نکالی۔ یہ جھوٹی کہانی بنائی ہوئی ہے۔ کبھی انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقامِ ابراہیم پر آئے، آپؐ نے زرہ پہن رکھی تھی۔ آپ نے وہاں دو رکعتیں ادا کیں۔ پھر آپ زَم زَم کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب یا حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب نے ایک ڈول آپؐ کے لیے نکالا۔ آپ نے اس سے پانی پیا اور وضو کیا۔ صحابہؓ جلدی جلدی آپ کے وضو کا پانی حاصل کرنے لگے اور اسے اپنے چہروں پر ڈالنے لگے۔ مشرکین ان کی طرف دیکھ رہے تھے، وہ متعجب تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہم نے اتنے بڑے بادشاہ کے بارے میں نہ سنا ہے نہ دیکھا ہے۔ مکّہ فتح کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہبل بت کے بارے میں حکم دیا۔ چنانچہ وہ گرادیا گیا اور آپؐ اس کے پاس کھڑے تھے۔ اس پر حضرت زبیر بن عوام نے ابوسفیان سے کہا اے ابوسفیان! ہبل کو گرادیا گیا حالانکہ تو غزوۂ احد کے دن اس کے متعلق بہت غرور میں تھا جب تو نے اعلان کیا تھا کہ اس نے تم لوگوں پر انعام کیا ہے یعنی ہبل نے انعام کیا ہے۔ اس پر ابوسفیان نے کہا اے عوام کے بیٹے! ان باتوں کو اب جانے دو کیونکہ میں جان چکا ہوں کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کے علاوہ بھی کوئی خدا ہوتا تو جو آج ہوا وہ نہ ہوتا۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے ایک کونے میں بیٹھ گئے اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد جمع تھے۔ (سنن ابوداؤد کتاب اللباس باب فی الصور حدیث: 4156) (فتح مکّہ از باشمیل صفحہ 270-271 نفیس اکیڈمی کراچی) (سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 227، 234-235 دارالکتب العلمیۃ بیروت) (صحیح بخاری مترجم کتاب المغازی حدیث: 4288)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکّہ کے دن تشریف فرما تھے اور حضرت ابوبکرؓ تلوار سونتے آپ کی حفاظت کے لیے آپ کے سرہانے کھڑے تھے۔
(مجمع الزوائد جلد 6 صفحہ 187 روایت 10252 دارالکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکّہ کے سال اُسامہ بن زید کی اونٹنی پر آئے پھر عثمانؓ بن طلحہ کو بلایا اور فرمایا: میرے پاس چابی لاؤ۔ وہ اپنی والدہ کے پاس گئے تو اس نے انہیں خانہ کعبہ کی چابی دینے سے انکار کیا۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! تمہیں ضرور یہ چابی دینی ہوگی۔ اپنی والدہ کو یہ کہا یا پھر یہ تلوار میری پیٹھ سے پار ہوگی۔ یعنی پھر اس کے لیے مجھ پر سختی ہوگی اور وہ سختی تمہارے پہ بھی ہوگی اور آخر کار دینی پڑے گی۔ راوی کہتے ہیں تب اس نے انہیں چابی دے دی۔ وہ اسے لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو دے دی۔ آپؐ نے چابی انہیں واپس کر دی اور انہوں نے دروازہ کھولا۔
(صحیح مسلم (مترجم) کتاب الحج باب استحباب دخول الکعبہ للحاج جلد 6 صفحہ 278 حدیث 2345)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسامہ بن زید اور بِلال بن رَبَاح کو ساتھ لے کر خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے۔ کعبہ کا کلید بردار عثمان بن طلحہ بھی ساتھ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کا دروازہ بند کر دیا اور دیر تک اس کے اندر رہے اور دو رکعت نماز وہاں ادا کی۔ حضرت عبداللہ بن عمر جو کہ باہر دروازے کے پاس ہی کھڑے تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو میں جلدی سے اندر گیا اور میں نے حضرت بِلالؓ سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا تھا یہاں جب آئے تھے؟ انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ستون کو اپنے بائیں طرف اور ایک ستون کو دائیں طرف اور تین ستونوں کو اپنے پیچھے رکھا۔ بیت اللہ میں اس وقت چھ ستون تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح نماز پڑھی کہ دو ستونوں کے درمیان کھڑے ہو گئے۔ آگے جو پہلے ستون تھے اور پیچھے تین ستون تھے۔ ایک روایت کے مطابق آپ نے دو ستون اپنے بائیں اور ایک ستون اپنے دائیں اور تین ستون پیچھے رکھے۔ یعنی جو پہلے اگلے ستون تھے ان میں سے اس طرح تقسیم کیا کہ دو ایک طرف ہو گئے ایک ایک طرف اور پیچھے تین ستون تھے۔ بہرحال آپ نے وہاں دو رکعت نماز ادا کی۔ صحیح مسلم کی یہ روایت ہے۔
(صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ بین السواری فی غیر جماعۃ حدیث: 504، 505) (صحیح مسلم (مترجم) کتاب الحج باب استحباب دخول الکعبہ للحاج جلد 6 صفحہ 276 حدیث 2344) (اللؤلؤ المکنون جلد 4 صفحہ 58-59 دارالصمیعی للنشر والتوزیع)

حضرت مصلح موعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ''مکّہ میں داخل ہوتے وقت حضرت ابوبکرؓ آپ کی اونٹنی کی رکاب پکڑے ہوئے آپ کے ساتھ باتیں بھی کرتے جارہے تھے اور سورۂ فتح جس میں فتح مکّہ کی خبر دی گئی تھی وہ بھی پڑھتے جاتے تھے۔ آپؐ سیدھے خانہ کعبہ کی طرف آئے اور اونٹنی پر چڑھے چڑھے سات دفعہ خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ اس وقت آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ آپ خانہ کعبہ کے گرد جو حضرت ابراہیمؑ اور ان کے بیٹے اسمٰعیلؑ نے خدائے واحد کی پرستش کے لیے بنایا تھا جسے بعد کو ان کی گمراہ اولاد نے بتوں کا مخزن بنا کر رکھ دیا تھا گھومے اور وہ تین سو ساٹھ بت جو اس جگہ پر رکھے ہوئے تھے ان میں سے ایک ایک بت پر آپ چھڑی مارتے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے۔ جَآءَ الۡحَقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا۔ یہ وہ آیت ہے جو ہجرت سے پہلے سورۂ بنی اسرائیل میں آپ پر نازل ہوئی تھی اور جس میں ہجرت اور پھر فتح مکّہ کی خبر دی گئی تھی۔ یورپین مصنفین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ ہجرت سے پہلے کی سورہ ہے۔ اس سورہ میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ وَقُلۡ رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا۔ وَقُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا (بنی اسرائیل: 81) یعنی تُو کہہ دے میرے رب! مجھے اس شہر یعنی مکّہ میں نیک طور پر داخل کیجیو یعنی ہجرت کے بعد فتح اور غلبہ دے کر۔ اور اس شہر سے خیریت سے ہی نکالیو یعنی ہجرت کے وقت۔ اور خود اپنے پاس سے مجھے غلبہ اور مدد کے سامان بھجوائیو۔ اور یہ بھی کہو کہ حق آ گیا ہے اور باطل یعنی شرک شکست کھا کے بھاگ گیا ہے اور باطل یعنی شرک کے لیے شکست کھا کر بھاگنا تو ہمیشہ کے لیے مقدر تھا۔ اس پیشگوئی کے لفظاً لفظاً پورا ہونے اور حضرت ابوبکرؓ کے اِس کو تلاوت کرتے وقت مسلمانوں اور کفار کے دلوں میں جو جذبات پیدا ہوئے ہوں گے وہ لفظوں میں ادا نہیں ہو سکتے۔ غرض اس دن ابراہیمؑ کا مقام پھر خدائے واحد کی عبادت کے لیے مخصوص کر دیا گیا اور بت ہمیشہ کے لیے توڑے گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہبل نامی بت کے اوپر اپنی چھڑی ماری اور وہ اپنے مقام سے گر کر ٹوٹ گیا تو حضرت زبیرؓ نے ابوسفیان کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا اور کہا ابوسفیان! یاد ہے اُحُد کے دن جب مسلمان زخموں سے چُور ایک طرف کھڑے ہوئے تھے تم نے اپنے غرور میں یہ اعلان کیا تھا اُعۡلُ هُبَلۡ۔ اُعۡلُ هُبَلۡ۔ ھُبَلۡ کی شان بلند ہو۔ ھُبَلۡ کی شان بلند ہو۔ اور یہ کہ ہبل نے ہی تم کو اُحُد کے دن مسلمانوں پر فتح دی تھی۔ آج دیکھتے ہو وہ سامنے ہبل کے ٹکڑے پڑے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا زبیرؓ! یہ باتیں جانے دو۔ آج ہم کو اچھی طرح نظر آرہا ہے کہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کے سوا کوئی اَور خدا بھی ہوتا تو آج جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں اس طرح کبھی نہ ہوتا۔ پھر آپ نے خانہ کعبہ کے اندر جو تصویریں حضرت ابراہیمؑ وغیرہ کی بنی ہوئی تھیں ان کے مٹانے کا حکم دیا اور خانہ کعبہ میں خدا تعالیٰ کے وعدوں کے پورا ہونے کے شکریہ میں دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر باہر تشریف لائے اور باہر آ کر بھی دو رکعت نماز پڑھی۔ خانہ کعبہ کی تصویروں کو مٹانے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو مقرر فرمایا تھا۔ انہوں نے اس خیال سے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تو ہم بھی نبی مانتے ہیں حضرت ابراہیمؑ کی تصویر کو نہ مٹایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس تصویر کو قائم دیکھا تو فرمایا عمر! تم نے یہ کیا کیا؟ کیا خدا نے یہ نہیں فرمایا کہ مَا كَانَ اِبۡرٰهِیۡمُ یَهُوۡدِیًّا وَّلَا نَصۡرَانِیًّا وَّلٰكِنۡ كَانَ حَنِیۡفًا مُّسۡلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِیۡنَ (آل عمران: 68) یعنی ابراہیم نہ یہودی تھا نہ نصرانی بلکہ وہ خدا تعالیٰ کا کامل فرمانبردار اور خدا تعالیٰ کی ساری صداقتوں کو ماننے والا اور خدا کا مؤحد بندہ تھا۔ چنانچہ آپ کے حکم سے یہ تصویر بھی مٹادی گئی۔

خدا تعالیٰ کے نشانات دیکھ کر مسلمانوں کے دل اس دن ایمان سے اتنے پُر ہو رہے تھے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پر ان کا یقین اِس طرح بڑھ رہا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب زمزم کے چشمہ سے (جو اسمٰعیلؑ بن ابراہیمؑ کے لیے خدا تعالیٰ نے بطور نشان پھاڑا تھا) پانی پینے کے لیے منگوایا اور اس میں سے کچھ پانی پی کے باقی پانی سے آپ نے وضو فرمایا تو آپ کے جسم میں سے کوئی قطرہ زمین پر نہیں گر سکا۔ مسلمان فوراً اس کو اچک لے جاتے اور تبرک کے طور پر اپنے جسم پر مل لیتے تھے اور مشرک کہہ رہے تھے ہم نے کوئی بادشاہ دنیا میں ایسا نہیں دیکھا جس کے ساتھ اس کے لوگوں کو اتنی محبت ہو۔'' (دیباچہ تفسیر القرآن۔ انوار العلوم جلد 20 صفحہ 345 تا 347)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام فرماتے ہیں ''یہ بات بحضورِ دل یاد رکھو کہ جیسے بیت اللہ میں حجرِ اسود پڑا ہوا ہے۔ اسی طرح قلب سینہ میں پڑا ہوا ہے۔'' مثال دے رہے ہیں آپ حجرِ اسود کی انسان کے دل سے جو ہمارے سینے میں ہے۔ فرمایا کہ ''بیت اللہ پر بھی ایک زمانہ آیا ہوا تھا کہ کفار نے وہاں بت رکھ دیئے تھے۔ ممکن تھا کہ بیت اللہ پر یہ زمانہ نہ آتا۔ مگر نہیں اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک نظیر کے طور پر رکھا۔ قلبِ انسانی بھی حجرِ اسود کی طرح ہے اور اس کا سینہ بیت اللہ سے مشابہت رکھتا ہے۔ ماسویٰ اللہ کے خیالات وہ بت ہیں جو اس کعبہ میں رکھے گئے ہیں۔'' یعنی دل میں جو بھی خیالات اللہ کے سوا آتے ہیں وہ سارے بت ہیں۔ ''مکّہ معظّمہ کے بتوں کا قلع وقمع اس وقت ہوا تھا جب کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار قدوسیوں کی جماعت کے ساتھ وہاں جا پڑے تھے اور مکّہ فتح ہو گیا تھا۔ ان دس ہزار صحابہ کو پہلی کتابوں میں ملائکہ لکھا ہے اور حقیقت میں ان کی شان ملائکہ ہی کی سی تھی۔ انسانی قویٰ بھی ایک طرح پر ملائکہ ہی کا درجہ رکھتے ہیں کیونکہ جیسے ملائکہ کی یہ شان ہے کہ یَفۡعَلُوۡنَ مَا یُؤۡمَرُوۡنَ (النحل: 51)

اسی طرح پر انسانی قویٰ کا خاصہ ہے کہ جو حکم ان کو دیا جائے اس کی تعمیل کرتے ہیں۔ ایسا ہی تمام قویٰ اور جوارح حکمِ انسانی کے نیچے ہیں۔ پس ماسوِی اللہ کے بتوں کی شکست اور استیصال کے لیے ضروری ہے کہ ان پر اسی طرح سے چڑھائی کی جاوے۔ یہ لشکر تزکیۂ نفس سے طیار ہوتا ہے اور اسی کو فتح دی جاتی ہے جو تزکیہ کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے۔ قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰىهَا (الشمس: 10) حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر قلب کی اصلاح ہو جاوے تو کُل جسم کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ اور یہ کیسی سچی بات ہے آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں، زبان وغیرہ جس قدر اعضاء ہیں وہ دراصل قلب کے ہی فتویٰ پر عمل کرتے ہیں۔ ایک خیال آتا ہے پھر وہ جس اعضاء کے متعلق ہو وہ فوراً اس کی تعمیل کے لیے طیار ہو جاتا ہے۔'' (ملفوظات جلد 1 صفحہ 172-173 ایڈیشن 2022ء)

آپؑ نے اس طرح یہ مثال فرمائی کہ اپنے دلوں کے بتوں کو بھی دور کرو تبھی تم حقیقی مومن بن سکتے ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں خطاب بھی فرمایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکّہ کے دن فرمایا: اب ہجرت نہیں لیکن جہاد اور نیت باقی ہے اور جب تمہیں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اگر کسی کو علم کی بات معلوم ہو تو بتا دینی چاہئے اور جسے علم کی کوئی بات معلوم نہ ہو تو سوال ہونے پر وہ جواب دے کہ اَللّٰهُ اَعۡلَمُ، کیونکہ یہ بھی علم کی بات ہے کہ انسان جس بات کو نہیں جانتا اسکے متعلق کہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ (بخاری، کتاب التفسیر)

طالب دعا: سید وسیم احمد و افراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

جہاد کے لیے نکلنے کو کہا جائے تو تم جہاد کے لیے نکلو اور اس شہر مکّہ کو اللہ نے حَرَم قرار دیا ہے اس دن سے جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ تو یہ روز قیامت تک اللہ کی حرمت سے حرم ہے اور مجھ سے پہلے کسی کے لیے اس میں جنگ جائز نہیں ہوئی اور میرے لیے بھی دن کی ایک گھڑی کے لیے ہی جائز ہوئی ہے۔ تو یہ شہر قیامت کے روز تک اللہ تعالیٰ کی حرمت سے حرم ہے۔ اس کا کانٹا نہ توڑا جائے اور اس کا شکاری جانور نہ بدکایا جائے یعنی اس کو ڈرایا نہ جائے۔ کوئی اس کی گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر وہی جو اسے شناخت کرائے اور اس کا گھاس نہ کاٹا جائے۔ حضرت عباسؓ نے کہا یا رسول اللہ! اِذخر کو مستثنیٰ کریں۔ اِذخر بھی گھاس کی ایک قسم ہے۔ کیونکہ یہ ان کے کاریگروں کے کام آتی ہے اور وہ ان کے گھروں کے لیے درکار ہے۔ فرمایا سوائے اِذخر کے۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ اِذخر کو کاٹ سکتے ہو اپنے مقاصد کے لیے۔ (صحیح بخاری کتاب الجزیہ والموادعہ باب اثم الغادر للبر والفاجر حدیث 3189)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مکّہ فتح کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا کی۔ پھر آپ نے فرمایا یقیناً اللہ نے مکّہ کو ہاتھی والوں سے محفوظ رکھا اور اس نے اپنے رسول کو اور مومنوں کو اس پر غلبہ دے دیا۔ مجھ سے پہلے کسی کے لیے وہ جائز نہ تھا اور میرے لیے بھی دن کی ایک گھڑی جائز کیا گیا اور میرے بعد کسی کے لیے جائز نہ ہوگا یعنی فتح مکّہ میں کسی دن کی لڑائی ہے تو وہ میرے لیے صرف تھوڑے وقت کے لیے جائز کی گئی ہے اس کے بعد کسی کو جائز نہیں۔ تو نہ اس کا شکار بھگایا جائے نہ اس کے کانٹے توڑے جائیں اور نہ اس کی گری پڑی چیز جائز ہوگی سوائے اعلان کرنے والے کے اور جس کا کوئی قتل کیا جائے تو اسے دو باتوں کا اختیار ہے یا اس کو فدیہ دیا جائے یا قصاص لے۔ حضرت عباس نے عرض کیا سوائے اذخر کے کیونکہ ہم اس کو اپنی قبروں اور اپنے گھروں میں استعمال کرتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوائے اذخر گھاس کے۔ ٹھیک ہے اس کو کاٹ سکتے ہو۔ ابوشاہ جو اہل یمن میں سے ایک شخص تھا وہ کھڑا ہوا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے لکھ دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوشاہ کے لیے لکھ دیں۔ راوی کہتے ہیں میں نے اَوزاعی سے پوچھا کہ اس کی اس بات کا کیا مطلب تھا کہ میرے لیے لکھ دیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے لکھ دیں۔ اس کا مطلب کیا تھا؟ انہوں نے کہا اس کا مطلب یہ تھا کہ خطبہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جو اس نے ابھی سنا ہے اِس کو اُس کو لکھ کے دے دیں۔ چنانچہ آپ نے اس کو لکھوا دیا۔ (صحیح بخاری کتاب فی اللقطۃ باب کیف تعرف لقطۃ اھل مکۃ حدیث 2434)

سیرت ابن ہشام میں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور تنہا سارے گروہوں کو شکست دی۔ اے لوگو! تمام فخر، تمام انتقام اور تمام خون بہا وہ میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہیں مگر خانہ کعبہ کی کلید برداری اور زمزم سے پانی پلانے کی خدمت انہی کو ملے گی جن کے پاس پہلے سے یہ خدمت ہے۔ اے لوگو! جو شخص غلطی سے مارا جائے لکڑی یا کوڑے وغیرہ سے اس میں پورا خون بہا یعنی دیت سو اونٹ ہیں۔ اے قریش! خداوند تعالیٰ نے تم سے زمانہ جاہلیت کی نخوت اور فخر کو دور کر دیا جو باپ دادا کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ یہ فخر کوئی نہیں رہا اب۔ سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم کی پیدائش مٹی سے ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی کہ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ (الحجرات:14) اے لوگو! یقیناً ہم نے تمہیں نر اور مادہ سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلا شبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے قریش! تم کیا خیال کرتے ہو کہ میں تم سے کیا سلوک کروں گا؟ قریش نے کہا جو مسلمان نہیں ہوئے تھے کہ آپ جو کچھ کریں گے بہتر کریں گے۔ آپ معزز بھائی اور معزز بھائی کے بیٹے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اچھا تو پھر جاؤ تم سب آزاد ہو۔

(سیرت ابن ہشام صفحہ 744 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

ایک روایت میں ہے آپؐ نے فرمایا: أَقُوْلُ كَمَا قَالَ يُوْسُفُ: لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (السنن الکبریٰ للبیہقی جلد 9 صفحہ 200، حدیث 18275، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء) میں وہی کہوں گا جو یوسف نے کہا تھا کہ آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں۔ اللہ تمہیں بخش دے گا اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ لوگ عام معافی کا اعلان سن کر اس طرح نکلے گویا کہ ابھی ابھی قبروں سے نکلے ہوں اور اسلام میں داخل ہو گئے۔ یہ بات سن کر انہوں نے فوراً اسلام قبول کرنا شروع کر دیا۔

حضرت مصلح موعودؓ اہل مکّہ کو معاف کرنے کے حوالے سے واقعہ کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ”جب آپ ان باتوں سے فارغ ہوئے اور مکّہ والے آپ کی خدمت میں حاضر کیے گئے تو آپ نے فرمایا اے مکّہ کے لوگو! تم نے دیکھ لیا کہ خدا تعالیٰ کے نشانات کس طرح لفظ بلفظ پورے ہوئے ہیں۔ اب بتاؤ کہ تمہارے ان ظلموں اور ان شرارتوں کا کیا بدلہ دیا جائے جو تم نے خدائے واحد کی عبادت کرنے والے غریب بندوں پر کیے تھے؟ مکّہ کے لوگوں نے کہا ہم آپ سے اسی سلوک کی امید رکھتے ہیں جو یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا۔ یہ خدا کی قدرت تھی کہ مکّہ والوں کے منہ سے وہی الفاظ نکلے جن کی پیشگوئی خدا تعالیٰ نے سورۂ یوسف میں پہلے سے کر رکھی تھی اور فتح مکّہ سے دس سال پہلے بتا دیا تھا کہ تُو مکّہ والوں سے ویسا ہی سلوک کرے گا جیسا یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا۔ پس جب مکّہ والوں کے منہ سے اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوسفؑ کے مثیل تھے اور یوسفؑ کی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے بھائیوں پر فتح دی تھی تو آپ نے بھی اعلان فرما دیا کہ تَاللّٰهِ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ خدا کی قسم! آج تمہیں کسی قسم کا عذاب نہیں دیا جائے گا اور نہ ہی کسی قسم کی سرزنش کی جائے گی۔“

(دیباچہ تفسیر القرآن۔ انوار العلوم جلد 20 صفحہ 347-348)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں کہ ”جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ فتح کر لیا تو تمام کفار گرفتار کر کے آپ کے سامنے پیش کیے گئے تو کفار نے خود اپنے منہ سے اس وقت اقرار کیا کہ ہم باعث اپنے سخت جرائم کے واجب القتل ہیں اور اپنے تئیں آپ کے رحم کے سپرد کرتے ہیں تو آپ نے سب کو بخش دیا اور اس موقع پر معافی کے لیے اسلام کی بھی شرط نہ لگائی لیکن وہ لوگ یہ اخلاقِ کریمانہ دیکھ کر خود بخود مسلمان ہو گئے۔“

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 235)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک اور جگہ پر فرماتے ہیں کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی طاقت کا کمال اس وقت ذہن میں آ سکتا ہے جب کہ اس زمانے کی حالت پر نگاہ کی جاوے۔ مخالفوں نے آپؐ کو اور آپؐ کے متبعین کو جس قدر تکالیف پہنچائیں اور اس کے بالمقابل آپؐ نے ایسی حالت میں جبکہ آپؐ کو پورا اقتدار اور اختیار حاصل تھا ان سے جو کچھ سلوک کیا وہ آپؐ کی علوّ شان کو ظاہر کرتا ہے۔ ابوجہل اور اس کے دوسرے رفیقوں نے کون سی تکلیف تھی جو آپؐ کو اور آپؐ کے جاںنثار خادموں کو نہیں دی۔ غریب مسلمان عورتوں کو اونٹوں سے باندھ کر مخالف جہات میں دوڑایا اور وہ چیری جاتی تھیں۔“ دو حصے ہو جاتے تھے۔ ”محض اس گناہ پر کہ وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر کیوں قائل ہوئیں مگر آپؐ نے اس کے مقابل صبر و برداشت سے کام لیا اور جبکہ مکّہ فتح ہوا تو لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ (یوسف:93) کہہ کر معاف فرمایا۔ یہ کس قدر اخلاقی کمال ہے جو کسی دوسرے نبی میں نہیں پایا جاتا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ۔“ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 485 ایڈیشن 2022ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں ”مکّہ میں جن لوگوں نے دکھ دیے تھے جب آپؐ نے مکّہ کو فتح کیا تو آپ چاہتے تو سب کو ذبح کر دیتے مگر آپ نے رحم کیا اور لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ (یوسف:93) کہہ دیا۔ آپؐ کا بخشنا تھا کہ سب مسلمان ہو گئے۔ اب اس قسم کے عظیم الشان اخلاق فاضلہ کیا کسی نبی میں پائے جاتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے آپ کی ذات خاص اور عزیزوں اور صحابہ کو سخت تکلیفیں دی تھیں اور نا قابل عفو ایذائیں پہنچائی تھیں آپ نے سزا دینے کی قوت اور اقتدار کو پا کر فی الفور ان کو بخش دیا۔ حالانکہ اگر ان کو سزا دی جاتی تو یہ بالکل انصاف اور عدل تھا مگر آپ نے اس وقت اپنے عفو اور کرم کا نمونہ دکھایا۔ یہ وہ امور تھے کہ علاوہ معجزات کے صحابہؓ پر مؤثر ہوئے تھے۔ اس لیے آپ اسم با مسمّٰی محمد ہو گئے تھے صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور زمین پر آپ کی حمد ہوتی تھی اور اسی طرح آسمان پر بھی آپ کی تعریف ہوتی تھی اور آسمان پر بھی آپ محمد تھے۔ یہ نام آپ کا اللہ تعالیٰ نے بطور نمونہ کے دنیا کو دیا ہے۔ جب تک انسان اس قسم کے اخلاق اپنے اندر پیدا نہیں کرتا۔“ آپؑ فرماتے ہیں کہ ”جب تک انسان اس قسم کے اخلاق اپنے اندر پیدا نہیں کرتا کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کامل طور پر انسان اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتا جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور طرز عمل کو اپنا رہبر اور ہادی نہ بنا لے۔“

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 425-426 ایڈیشن 2022ء)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ باقی قصے بعد میں آئندہ بیان کروں گا۔

اس وقت دو مرحومین کا ذکر بھی کرنا چاہتا ہوں اور بعد میں ان کا جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔

پہلا ہے سیدہ لبنیٰ احمد صاحبہ، سید مولود احمد صاحب مرحوم کی اہلیہ تھیں۔ گذشتہ دنوں اکہتر سال کی عمر میں ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ مرکزی طور پر تو نہیں لیکن اپنے محلے اور حلقے کے طور پر ان کو لجنہ میں خدمت کا موقع ملتا رہا۔ ان کی شادی سید مولود احمد صاحب سے ہوئی تھی جو صاحبزادی امۃ الحکیم بیگم صاحبہ اور سید داؤد مظفر شاہ صاحب کے بیٹے تھے۔ ان کا نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے پڑھایا تھا۔ کیونکہ اس میں کچھ نصائح بھی ہیں اس لیے میں اس نکاح کے بھی بعض الفاظ پڑھ دیتا ہوں۔ یہ آجکل کے رشتوں کے لیے بھی فائدہ مند ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا تھا کہ ازدواجی رشتے درخت کے پیوند کی مانند ہوتے ہیں جنہیں شروع میں بڑا سنبھال کر رکھنا پڑتا ہے۔ قرآن کریم کی ہدایت کے مطابق اس پیوند کو قول سدید کے دھاگوں سے باندھنا پڑتا ہے تب جا کر اس کی حفاظت ہوتی ہے اور اس کی ذمہ داری نہ صرف ہر دو میاں اور بیوی پر بلکہ ان کے خاندانوں پر، ان کے ماحول پر بلکہ ان کے دوستوں پر بھی عائد ہوتی ہے کیونکہ بہت سی خرابیاں بدظنیوں کے نتیجہ میں یا چغلیوں کے نتیجہ میں یا بے صبری کے نتیجہ میں یا طیش کے نتیجہ میں پیدا ہو جاتی ہیں اور ان کو روکنے کے لیے قول سدید ایک بہت ہی مضبوط دھاگا ہے۔

پھر آپؒ نے فرمایا تھا کہ خدا کرے کہ جس نکاح کا میں اس وقت اعلان کر رہا ہوں وہ ہر دو خاندانوں کے لیے بہت بابرکت ہو۔ جماعت کے لیے بھی بابرکت ہو اور انسانیت کے لیے بھی بابرکت ہو اور خادم دین نسل اس سے چلے اور کہہ سکتے ہیں بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کیونکہ رشتہ داری بھی تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ان الفاظ کو محترمہ لبنیٰ صاحبہ نے اپنے رشتوں کے حق میں نبھانے کی، سنبھالنے کی کوشش کی۔ پھر آپؒ نے یہ بھی فرمایا کہ آج

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا بندہ جتنا کسی کو معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی زیادہ اسے عزّت میں بڑھاتا ہے، جتنی زیادہ کوئی تواضع اور خاکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی اسے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے۔ (مسلم، کتاب البر والصلۃ)

طالب دعا: شیخ صادق علی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ تالبرکوٹ، صوبہ اڈیشہ)

میں جن کا نکاح کر رہا ہوں یہ میری چھوٹی ہمشیرہ امۃ الحکیم صاحبہ اور سید داؤد مظفر شاہ صاحب کے بیٹے سید مولود احمد ہیں اور بیٹی جو ہے، بچی جو ہے ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ صاحب کی بیٹی ہے۔ پھر ڈاکٹر صاحب کیونکہ واقف زندگی ڈاکٹر تھے۔ افریقہ میں رہے۔ شروع میں جب نصرت جہاں کا اعلان ہوا اس وقت ابتدائی واقفین ڈاکٹروں میں سے تھے۔ ان کا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ذکر کیا کہ ڈاکٹر صاحب ان ابتدائی ڈاکٹروں میں سے ہیں جنہوں نے مغربی افریقہ میں بطور وقف ڈاکٹر کام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاؤں کو سنا۔ ان کے ہاتھ میں بہت شفا بخشی اور بڑے کامیاب سرجن کے طور پر وہ غانا میں کام کرتے رہے۔ پھر اس کے بعد نائیجیریا میں بھی کام کیا۔

(ماخوذ از خطباتِ ناصر جلد 10 صفحہ 771-772، خطبہ نکاح 25 نومبر 1977ء)

سیدہ لبنیٰ صاحبہ کے بیٹے سید سعود احمد واقف زندگی ہیں اور آجکل فضل عمر ہسپتال میں ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر ہیں۔ وہ اپنی والدہ کے حالات کے بارے میں کہتے ہیں کہ جب میرے نانا نصرت جہاں سکیم کے تحت اوسوکورے گھانا گئے تو پوری فیملی گئی تھی، ان کی والدہ لبنیٰ صاحبہ بھی ساتھ تھیں۔ چھوٹی تھیں لبنیٰ صاحبہ کی شادی سے پہلے کا واقعہ ہے۔ کہتے ہیں اس وقت کیونکہ وہاں سامان کچھ نہیں ہوتا تھا تو اس وقت بعض دفعہ پٹیاں کاٹ کاٹ کر دیا کرتی تھیں۔ روشنی نہیں ہوتی تھی۔ ٹارچ کی روشنی میں ڈاکٹر صاحب آپریشن کیا کرتے تھے اور یہ بچی بھی ٹارچ لے کر وہاں کھڑی رہتی تھیں تا کہ ڈاکٹر صاحب اس روشنی میں آپریشن کر سکیں۔ پھر یہ لکھتے ہیں کہ بہت پیار کرنے والی تھیں۔ اپنی تکلیف بھول کر دوسروں کی خدمت کرتی تھیں۔ اپنے خاوند، والدین، ساس، سسر سب کے حقوق عمدہ طور پر ادا کیے اور واقعی ادا کیے۔ 1986ء میں سیڑھیوں سے گر گئی تھیں۔ کمر کی تکلیف تھی۔ پھر اس کے بعد کینسر بھی ہو گیا۔ شوگر کی تکلیف بھی تھی لیکن کبھی تکلیف کا اظہار نہیں کیا اور بڑے صبر سے اپنی بیماری کاٹتی رہیں اور اس طرح ہی چلتی پھرتی رہیں جس طرح صحت مند ہوں۔ اپنے بچوں کو، پوتوں، نواسوں کو بھی دعائیں سکھاتی رہتی تھیں۔ خاص طور پر روزانہ اپنے پوتا پوتی کو جوان کے ساتھ رہتے تھے سکھاتیں اور خیال رکھتیں۔ نظر بھی ان کی کمزور ہو گئی تھی۔ جب تلاوت نہیں کر سکیں تو پھر آن لائن تلاوت قرآن کریم سنا کرتی تھیں۔ اجلاسوں میں باقاعدہ جاتی تھیں۔ کسی نے ایک دفعہ کہا بھی کہ آپ بیمار ہیں اجلاس پہ کیوں آتی ہیں تو انہوں نے کہا کہ اجلاس ہو رہا ہو اور میں نہ جاؤں؟ جماعتی نظام ہے اس کے ساتھ مجھے پابندی کرنی چاہیے۔ جماعت کی پابندی کا بڑا احساس تھا۔ کیونکہ یہ میری اہلیہ کی بھابھی بھی تھیں اس لحاظ سے میں نے بھی دیکھا ہے کہ سادہ مزاج اور ہر قسم کے حالات میں رہنے والی اور اپنے آپ کو ایڈجسٹ کرنے والی تھیں۔ سسرال کا تعلق بھی انہوں نے خوب نبھایا۔ اچھی طرح نبھایا۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کی ایک بیٹی اور بیٹا ہے۔ بیٹا واقف زندگی ہے جیسا کہ میں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی اپنے ماں باپ کے نیک نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ مکرمہ نازمون بی بی زبیر صاحبہ کا ہے۔ یہ محمد شفیع زبیر صاحب جرمنی کی اہلیہ ہیں۔ گذشتہ دنوں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ یہ ماریشس کی تھیں۔ ان کے خاندان میں احمدیت ان کے دادا محمد حنیف سدھن صاحب کے ذریعہ سے آئی۔ ان کے پسماندگان میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ بیٹے ان کے اطہر زبیر صاحب ہیں جو چیئرمین ہیومینیٹی فرسٹ جرمنی ہیں۔ اطہر زبیر صاحب لکھتے ہیں کہ آپ غیر متزلزل ایمان اور گہری عاجزی کا نمونہ تھیں۔ وہ کہتے ہیں جس طرح انہوں نے مجھے پالا اور جو باتیں ہمیں سکھائیں ان کا ایمان بڑا مضبوط تھا۔ میں اس بات کو پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ کبھی ان کو کسی قسم کا شکوہ اور شکایت کرتے ہوئے نہیں سنا۔ جب وہ شدید بیمار ہوئیں تو کہتے ہیں اس وقت تو خاص طور پر ان کے ساتھ رہنے کا موقع ملا اور جب بھی ہوش میں آتیں تو اپنی نمازوں کے بارے میں پوچھتیں۔ نمازوں کی ان کو بڑی پابندی تھی۔ بے پناہ صبر اور تحمل کی مالک تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر راضی ہونے والی۔ پھر کہتے ہیں لوگوں کے کام بڑے آیا کرتی تھیں اور راز بڑا رکھا کرتی تھیں۔ ایک واقعہ ہے کہ کسی میاں بیوی کا کوئی معاملہ تھا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ میاں سے پوچھو کہ کیا باتیں ہیں تو میں نے کہا کہ مجھے بتائیں کہ بیوی نے کیا باتیں کی ہیں؟ کہتی ہیں نہیں اس نے تو مجھ پر اعتماد کر کے باتیں بتائی ہیں میں تمہیں نہیں بتاؤں گی۔ وہ خود اگر بتانا چاہیں گے تو بتا دیں گے تمہیں لیکن کوشش کرو کہ آپس میں ان کی صلح صفائی ہو جائے۔ خلافت سے بڑا گہرا تعلق تھا اور خطبات بڑے غور سے سنتی تھیں بلکہ ان کے پوتے نے لکھا ہے کہ دو تین دفعہ سنتی تھیں اور یہ کہتی تھیں کہ پہلی دفعہ سمجھ نہیں آتی اور اچھی طرح نہ سنو تو پھر فائدہ کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے بڑا پختہ تعلق تھا۔ صاحب رؤیا تھیں۔ کئی ان کی خوابیں ہیں جو سچی ثابت ہوئیں۔ اب یہی آخری بیماری کے دنوں میں ہی زبیر صاحب لکھتے ہیں کہ انہوں نے کہا مجھے کینسر تو نہیں؟ سی ٹی سکین ہوا تو پتا لگا کہ واقعی مثانے کا کینسر تھا تو انہوں نے ان سے پوچھا کہ آپ کو کس طرح پتا لگا؟ انہوں نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے۔ ان کی ایک وفات یافتہ عزیزہ تھیں وہ آئی ہیں انہوں نے کہا تمہارا بیٹا شاید تمہیں نہ بتائے کہ تم فکرمند نہ ہو جاؤ لیکن میں تمہیں بتاتی ہوں کہ تمہیں کینسر ہے۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی بیماری کا بھی پہلے بتا دیا تھا۔ ان کی بہوئیں جرمن ہیں اور ان کے ساتھ بھی انہوں نے ایسے ہی تعلق رکھا اور تربیت کی ہے کہ وہ دونوں باوجود جرمن ہونے کے ہر معاملے میں ان سے مشورہ لینے والی اور ان کی طرح ہر قسم کی قربانی کرنے والی ہیں۔ ایک بہو ان کی سوزن زبیر کہتی ہیں ساس کی حیثیت سے وہ شفقت اور رحمدلی کی روشن مثال تھیں۔ جو بھی ان کے پاس تھا وہ ہمیشہ اس پر شکرگزار رہتی تھیں۔ بہوؤں سے اپنی بیٹی کی طرح برتاؤ کرتی تھیں۔ بڑا پیار کرتیں۔ ہماری اصلاح بھی بڑے پیار سے کرتیں اور ہمیشہ ہمارے لیے دعا بھی کرتی تھیں۔ دوسری بہو ہیں ماریہ زبیر۔ وہ بھی کہتی ہیں کہ جب میں نے شادی کی تو مجھے کھانا پکانا اور مہمانوں کی مہمان نوازی کا طریقہ سکھایا اور بغیر کسی دباؤ یا تنقید کے مجھے یہ باتیں سکھائیں اور انہوں نے میری پڑھائی کے دوران بھی بڑا کام کیا۔ بعد میں انہوں نے، اس بہو نے میڈیسن کیا تھا اور کہتی ہیں جماعتی سرگرمیوں میں بھی میرا پورا ساتھ دیا۔ میری اور بچوں کی دیکھ بھال کی۔ ہمیشہ حوصلہ دلایا کرتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کے بچوں کو ان کی دعاؤں کا وارث بنائے۔

(الفضل انٹرنیشنل ۲۳/جولائی ۲۰۲۵ء صفحہ ۷ تا ۱۳)

☆......☆......☆

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ہماری جماعت کیلئے بھی اسی قسم کی مشکلات ہیں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقت مسلمانوں کو پیش آئے تھے ......میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ صبر کو ہاتھ سے نہ دو۔ صبر کا ہتھیار ایسا ہے کہ توپوں سے وہ کام نہیں نکلتا جو صبر سے نکلتا ہے صبر ہی ہے جو دلوں کو فتح کر لیتا ہے۔ (ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ 156 تا 157، ایڈیشن 1988)

طالبِ دُعا : جے عظیم احمد ولد مکرم جے وسیم احمد صاحب امیر ضلع محبوب نگر (صوبہ تلنگانہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ایک آدمی اگر انصاف اور عقل کو ہاتھ سے نہ دے اور خدا کا خوف مدّنظر رکھ کر صادق کو پرکھے تو وہ غلطی سے بچا لیا جاتا ہے۔ لیکن جو تکبّر کرتا ہے اور آیات اللہ کی تکذیب اور ہنسی کرتا ہے اس کو یہ دولت نصیب نہیں ہوتی ہے۔ (ملفوظات، جلد 5، صفحہ 12، ایڈیشن 1984ء)

طالبِ دُعا : صبیحہ کوثر و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

شعبہ تزئین (قادیان) میں مالی کی خدمت کے خواہشمند متوجہ ہوں

شرائط :

(1) اُمیدوار کی عمر 50 سال سے زائد اور 18 سال سے کم نہ ہو۔
(2) اُمیدوار کی تعلیم کی کوئی شرط نہیں ہے۔
(3) تاریخ پیدائش کے ثبوت کے طور پر کسی سرکاری ادارہ سے جاری شدہ دستاویز قابل قبول ہوگا۔
(4) وہی اُمیدوار خدمت کے لئے منتخب ہونگے جو مرکزی کمیٹی برائے بھرتی کارکنان کے انٹرویو میں کامیاب ہوں گے۔ مالی کے کاموں کا تجربہ رکھنے والے اُمیدوار کو ترجیح دی جائے گی۔
(5) انٹرویو میں کامیابی کی صورت میں اُمیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے ذاتی خرچ پر طبی معائنہ (اخراجات تقریباً -/2,500) کروانا ہوگا اور صرف وہی اُمیدوار خدمت کے اہل ہوں گے جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوں گے۔
(6) سلیکشن کی صورت میں اُمیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔
(7) سفر خرچ قادیان آمد و رفت اُمیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے۔
(8) اس اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہوں گی انہیں پر غور ہوگا۔

نوٹ: انٹرویو کی تاریخ سے اُمیدوار کو بعد میں مطلع کیا جائے گا۔

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان پن کوڈ : 143516

موبائل : 09888232530,09682627592 دفتر : 01872-501130

E-mail: diwan@qadian.in

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

باغِ احمد سے ہم نے پھل کھایا ✿ میرا بُستاں کلامِ احمد ہے

ابنِ مریم کے ذِکر کو چھوڑو ✿ اس سے بہتر غُلامِ احمد ہے

طالب دعا : محمد نور اللہ شریف صاحب مرحوم و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

عجب ناداں ہے وہ مغرور و گمراہ ✿ کہ اپنے نفس کو چھوڑا ہے بے راہ

بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے ✿ مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

خطاب

’’کُلُّ بَرَکَۃٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَکَ مَنْ عَلَّمَ وَ تَعَلَّمَ یعنی یہ مخاطبات اور مکالمات کا شرف جو مجھے دیا گیا ہے یہ محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا طفیل ہے اور اس لیے یہ آپ ہی سے ظہور میں آ رہے ہیں۔‘‘

(حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

حضرت مسیح موعودؑ نے واضح فرمایا کہ مجھ پر یہ الزام نہ دو کہ میں نے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی۔
یہ سراسر جھوٹا الزام ہے جو مجھ پر لگایا گیا ہے۔ میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آپ کے دین کی اشاعت کے لیے آیا ہوں۔
میرے دل میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے

آپؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کا ایک ایسا اظہار فرمایا ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ ایسا عشق و محبت جو کہیں اَور دیکھنے میں نہیں آتا

آپ علیہ السلام پر اور آپ کے ماننے والوں پر یہ الزام کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا آپؑ کے ماننے والے توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتکب ہو رہے ہیں انتہائی گھناؤنا اور غلط الزام ہے

’’ہم کافرِ نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحیدِ حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں۔‘‘ یعنی خدا کا چہرہ دیکھتے ہیں۔
’’اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے۔ اس آفتابِ ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منوّر رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔‘‘

’’آخری وصیت یہی ہے کہ ہر ایک روشنی ہم نے رسول نبی اُمّی کی پیروی سے پائی ہے اور جو شخص پیروی کرے گا وہ بھی پائے گا۔
اور ایسی قبولیت اس کو ملے گی کہ کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں رہے گی۔ زندہ خدا جو لوگوں سے پوشیدہ ہے۔ اس کا خدا ہوگا اور جھوٹے خدا سب اس کے پیروں کے نیچے کچلے اور روندے جائیں گے۔ وہ ہر ایک جگہ مبارک ہوگا اور الٰہی قوتیں اس کے ساتھ ہوں گی۔‘‘

’’اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمّتی ہو۔
پس اِسی بنا پر مَیں اُمّتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ اور میری نبوت یعنی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ایک ظلّ ہے اور بجز اس کے میری نبوت کچھ بھی نہیں‘‘

’’ہماری کوئی کتاب بجز قرآن شریف نہیں ہے اور ہمارا کوئی رسول بجز محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہے۔
اور ہمارا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے۔‘‘
’’ہمیں بجز خادمِ اسلام ہونے کے اَور کوئی دعویٰ بالمقابل نہیں ہے۔‘‘

’’اگر ہم اسلام کے خادم نہیں ہیں تو ہمارا سب کاروبار عبث اور مردود اور قابلِ مواخذہ ہے۔‘‘

اے وہ مخالفین احمدیت! جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو، غور کرو،
سوچو کہ تمہاری بلاوجہ کی مخالفت اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث نہ بن رہی ہو۔
آجکل جو حالات ہیں ان میں دیکھو کہ کہیں یہ مخالفت جو تمہاری ہو رہی ہے اس وجہ سے تو نہیں ہو رہی کہ تم کیا کر رہے ہو۔
اس کے نتائج اس وجہ سے تو نہیں پیدا ہو رہے۔ کچھ تو غور کرو

اللہ تعالیٰ مسلمان امت کو عقل اور شعور دے اور وہ بلاوجہ کی مخالفت سے باز آئیں۔
سوچیں کہ کیا اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا نہیں کہ تم نے بغیر تحقیق کے مخالفت کی کیونکہ اکثریت تو صرف بغیر تحقیق کے مولوی کے کہنے پر مخالفت کرتے ہیں اور مولوی بھی پڑھنا نہیں چاہتا غور نہیں کرنا چاہتا

کیا تم نے ہمارا دل چیر کر دیکھا ہے کہ ہمارے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق و محبت ہے کہ نہیں ہے اور کس حد تک ہے اور کس حد تک بھرا ہوا ہے؟ کیا تم نے دیکھا ہے کہ ہم آپ کی آخری شریعت پر کس حد تک ایمان لانے والے ہیں؟ کیا تم نے دیکھا ہے کہ ہم قرآن کریم کے ہر حکم پر عمل کرنے کی کوشش کرنے والے ہیں اور اس پر یقین اور ایمان رکھنے والے ہیں؟ کیا تم نے دیکھا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی توحید کو دنیا میں قائم کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنے والے ہیں؟ پس کچھ تو غور کرو! کچھ تو غور کرو!

اپنا جائزہ لیتے رہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جذبات تھے کیا وہ جذبات ہمارے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی توحید کو دنیا میں قائم کرنے کے لیے وہ کوشش کریں جس کا ہم سے مطالبہ کیا گیا ہے اور جو اس کا حق ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں لہرانے کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار رہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید دنیا میں قائم کرنے کے لیے ہر قربانی کے لیے ہر وقت تیار رہیں اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں جب تک اس مقصد کو حاصل نہ کرلیں جس کو پورا کرنے کے لیے ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متبرک تحریرات کی روشنی میں حضرت مسیح موعودؑ کے بے مثال عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان

129ویں جلسہ سالانہ قادیان (2024ء) کے اختتامی اجلاس سے سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا معرکہ آرا، بصیرت افروز اور دل نشیں خطاب

(فرمودہ مورخہ 29؍دسمبر 2024ء بروز اتوار بمقام ایوان مسرور، اسلام آباد ٹلفورڈ، یوکے)

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کررہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴿﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ﴿﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ﴿﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ﴿﴾

اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ﴿﴾

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ کہ مَیں ہی وہ مسیح موعود ہوں اور مہدی معہود ہوں جس کے آنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی اور اب کوئی مسیح آسمان سے نہیں آئے گا، کوئی مہدی نہیں آئے گا کیونکہ یہی مسیح موعود کے آنے کا وقت تھا جس میں خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا اور اس زمانے میں وہ تمام حالات ظاہر ہوئے جن کی نشاندہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ وہ تمام پیشگوئیاں پوری ہوئیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح کی نشانی کے طور پر بتائی تھیں۔ آپؑ نے دنیا کو دعوت دی اور خاص طور پر مسلمانوں کو دعوت دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کو دیکھو، غور کرو اور سمجھو کہ اسی میں سعادت ہے۔ اسی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں کی تعمیل ہے۔

آپؑ نے واضح فرمایا کہ مجھ پر یہ الزام نہ دو کہ میں نے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی۔ یہ سراسر جھوٹا الزام ہے جو مجھ پر لگایا گیا ہے۔ میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آپ کے دین کی اشاعت کے لیے آیا ہوں۔ میرے دل میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔

بے شمار کتابوں میں، اپنی تحریرات میں، اپنی تقریروں میں، اپنی مجالس میں اپنی جو پرائیویٹ زندگی ہے اس میں آپ نے ان باتوں کا اظہار فرمایا۔

آپؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کا ایک ایسا اظہار فرمایا ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ ایسا عشق و محبت جو کہیں اَور دیکھنے میں نہیں آتا۔

چنانچہ اس حوالے سے میں آج آپ کے کچھ اقتباسات پیش کروں گا جس سے اس عشق و محبت پر کچھ جھلک پڑتی ہے جو آپؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا۔ پس آپ علیہ السلام پر اور آپ کے ماننے والوں پر یہ الزام کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا آپؑ کے ماننے والے توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتکب ہو رہے ہیں انتہائی گھناؤنا اور غلط الزام ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’میں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے۔‘‘ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ’’(ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبے کا نبی ہے اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہوسکتا۔ اور اس کی تاثیرِ قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اس لیے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا، اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اُس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں بلکہ ذریتِ شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا‘‘ یعنی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے نہیں پاتا ’’وہ محرومِ ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں۔‘‘ آپ اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ ’’ہم کیا چیز ہیں۔ اور ہماری حقیقت کیا ہے۔

ہم کافرِ نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحیدِ حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں۔‘‘ یعنی خدا کا چہرہ دیکھتے ہیں۔ ’’اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے۔ اس آفتابِ ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔‘‘ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 118-119)

پھر ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں۔ ’’ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبیؐ اور زندہ نبیؐ اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبیؐ صرف ایک مرد کو جانتے ہیں۔ یعنی وہی نبیوں کا سردار، رسولوں کا فخر، تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس کے زیرِ سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی۔ وہ کیسی کتابیں ہیں جو ہمیں بھی اگر ہم ان کے تابع ہوں مردود اور مخذول اور سیاہ دل کرنا چاہتی ہیں۔ کیا ان کو زندہ نبوت کہنا چاہیے جن کے سایہ سے ہم خود مردہ ہوجاتے ہیں۔‘‘ یعنی دوسرے مذاہب کی کتابیں، ’’یقیناً سمجھو کہ یہ سب مردے ہیں۔ کیا مردہ کو مردہ روشنی بخش سکتا ہے۔‘‘ (سراج منیر، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 82) تمام دوسرے مذاہب تو اب ختم ہو چکے ہیں۔

اسی تسلسل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کو بیان فرمایا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’آخری وصیت یہی ہے کہ ہر ایک روشنی ہم نے رسول نبی اُمّی کی پیروی سے پائی ہے اور جو شخص پیروی کرے گا وہ بھی پائے گا۔ اور ایسی قبولیت اس کو ملے گی کہ کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں رہے گی۔ زندہ خدا جو لوگوں سے پوشیدہ ہے۔ اس کا خدا ہوگا اور جھوٹے خدا سب اس کے پیروں کے نیچے کچلے اور روندے جائیں گے۔ وہ ہر ایک جگہ مبارک ہوگا اور الٰہی قوتیں اس کے ساتھ ہوں گی۔‘‘ (سراج منیر، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 82-83)

ہماری مخالفت کرنے والے لوگ بتائیں کہ کیا وہ اس زندہ خدا کو حقیقی خدا سمجھتے ہیں۔ عمل ان کے اکثریت کے تو ایسے ہیں کہ لگتا ہے کہ ان کے خدا دوسرے ہیں اور حقیقی خدا کو وہ بھول گئے ہیں۔ بجائے جماعت احمدیہ پر الزام تراشیاں کرنے کے غور کریں اور دیکھیں حقیقت کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ اپنے ایک الہام کا ذکر کیا ہے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔ پہلے میں اس الہام کا ذکر کر دیتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا یہ الہام ہوا مجھے کہ ’’صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ اور درود بھیج محمد اور آل محمد پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔‘‘ فرمایا ’’یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سب مراتب اور تفضّلات اور عنایات اسی کے طفیل سے ہیں اور اسی سے محبت کرنے کا یہ صلہ ہے۔‘‘ فرمایا ’’سبحان اللہ اس سرورِ کائنات کے حضرتِ احدیت میں‘‘ (یعنی خدا تعالیٰ کے ہاں) ’’کیا ہی اعلیٰ مراتب ہیں اور کس قسم کا قرب ہے کہ اس کا محب خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کا خادم ایک دنیا کا مخدوم بنایا جاتا ہے۔‘‘

آپؑ فرماتے ہیں ’’……اس مقام میں مجھ کو یاد آیا کہ ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہوگیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ آبِ زُلال کی شکل پر ’’فرشتے‘‘ نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لیے آتے ہیں۔ اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد صلی اللہ علیہ

وسلم کی طرف بھیجی تھیں۔ اور ایسا ہی عجیب ایک اور قصہ یاد آیا ہے کہ ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنے یہ تھے کہ ملاء اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں یعنی ارادۂ الٰہی احیاء دین کے لیے جوش میں ہے لیکن ہنوز ملاء اعلیٰ پر شخص محیی کی تعیین ظاہر نہیں ہوئی اس لیے وہ اختلاف میں ہیں۔ اسی اثناء میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک محیی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اس نے کہا هٰذَا رَجُلٌ يُّحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرطِ اعظم اس عہدہ کی محبتِ رسول ہے۔ سو وہ اس شخص میں متحقق ہے۔'' یعنی مجھے جو کچھ ملا اور جو مقام مجھے اللہ تعالیٰ دینا چاہتا تھا وہ اس لیے تھا کہ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کر رہا ہوں۔ صرف محبت کا دعویٰ نہیں کرتا بلکہ میرا دل اس محبت سے کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہوا ہے'' اور ایسا ہی الہام متذکرہ بالا میں جو آلِ رسول پر درود بھیجنے کا حکم ہے سو اس میں بھی یہی سِرّ ہے کہ افاضہ انوارِ الٰہی میں محبت اہل بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے'' اور یہ ہے عشق و محبت کی داستان کہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زبانی دعویٰ نہیں ہے عشق کا بلکہ آپؐ سے محبت و عشق بھی کرنا ہے اور آپؐ کے اہلِ بیت سے بھی عشق و محبت ہو۔ یہ بھی ضروری ہے۔'' اور جو شخص حضرت احدیّت کے مقربین میں داخل ہوتا ہے وہ انہی طیّبین طاہرین کی وراثت پاتا ہے اور تمام علوم و معارف میں ان کا وارث ٹھہرتا ہے۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 597-598 بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

پھر ایک موقع پر قرآنِ کریم کی عظمت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کا ذکر فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں: ''قرآن شریف کی زبردست طاقتوں میں سے ایک یہ طاقت ہے کہ اُس کی پیروی کرنے والے کو معجزات اور خوارق دیئے جاتے ہیں اور وہ اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ دنیا اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ چنانچہ میں یہی دعویٰ رکھتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ اگر دنیا کے تمام مخالف کیا مشرق کے اور کیا مغرب کے ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور نشانوں اور خوارق میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہیں تو میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اور توفیق سے سب پر غالب رہوں گا اور یہ غلبہ اس وجہ سے نہیں ہوگا کہ میری رُوح میں کچھ زیادہ طاقت ہے بلکہ اس وجہ سے ہوگا کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس کے کلام قرآن شریف کی زبردست طاقت اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوحانی قوت اور اعلیٰ مرتبت کا میں ثبوت دوں اور اس نے محض اپنے فضل سے نہ میرے کسی ہنر سے مجھے یہ توفیق دی ہے کہ میں اُس کے عظیم الشان نبی اور اس کے قوی الطاقت کلام کی پیروی کرتا ہوں اور اس سے محبت رکھتا ہوں اور وہ خدا کا کلام جس کا نام قرآن شریف ہے جو ربّانی طاقتوں کا مظہر ہے میں اس پر ایمان لاتا ہوں۔''

(چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 409-410)

آپؑ نے مخالفینِ اسلام کے سامنے ہر آن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برتری ثابت فرمائی۔ یہ جو آپؑ نے تحریر فرمایا جو میں نے پڑھا ہے ابھی یہ آپ کی زندگی کے آخری زمانے کی کتابوں میں سے ایک کتاب میں ہے بلکہ آخری کتاب ہے۔ اب اس میں جو دعویٰ آپؑ نے فرمایا یہ الزام لگانے والے کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپ نے شروع میں تو محبت کا اظہار کیا اور بعد میں اپنا دعویٰ کر کے اس محبت پر بٹہ لگا دیا۔ اس کی نفی کر دی نعوذ باللہ۔ نہیں اور کبھی نہیں۔ کبھی آپؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کی نفی نہیں کی۔ یہ حوالہ ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ علیہ السلام آخر وقت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کی انتہا پر پہنچے ہوئے تھے۔

پھر آپؑ نے فرمایا ''میں سچ کہتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ کوئی شخص حقیقی نیکی کرنے والا اور خدا تعالیٰ کی رضا کو پانے والا نہیں ٹھہر سکتا اور ان انعام و برکات اور معارف و حقائق اور کشوف سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا جو اعلیٰ درجہ کے تزکیہ نفس پر ملتے ہیں جب تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں کھویا نہ جائے اور اس کا ثبوت خود خدا تعالیٰ کے کلام سے ملتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:32) اور خدا تعالیٰ کے اس دعویٰ کی عملی اور زندہ دلیل میں ہوں۔'' (الحکم مؤرخہ 17 ستمبر 1901ء جلد 5 نمبر 34 صفحہ 1-2)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو تو پھر اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرے گا۔ پس آپؑ نے فرمایا یہ ہے وہ راز جس کو میں نے پایا اور اسی راز پر اگر انسان عمل کرے تو تبھی وہ اللہ تعالیٰ کا قرب بھی حاصل کر سکتا ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا ''میرے نادان مخالفوں کو خدا روز بروز انواع و اقسام کے نشانات دکھلانے سے ذلیل کرتا جاتا ہے اور مَیں اُسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اُس نے ابراہیمؑ سے مکالمہ مخاطبہ کیا اور پھر اسحٰقؑ سے اور اسمٰعیلؑ سے اور یعقوبؑ سے اور یوسفؑ سے اور موسیٰؑ سے اور مسیحؑ ابن مریم سے اور سب کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہمکلام ہوا کہ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی ایسا ہی اُس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔ مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی مَیں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمّتی ہو۔ پس اِسی بنا پر مَیں اُمّتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ اور میری نبوت یعنی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ایک ظلّ ہے اور بجز اس کے میری نبوت کچھ بھی نہیں۔

وہی نبوت محمدیہ ہے جو مجھ میں ظاہر ہوئی ہے اور چونکہ مَیں محض ظلّ ہوں اور اُمّتی ہوں اس لیے آنجنابؐ کی اِس سے کچھ کسرِ شان نہیں۔ اور یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے۔ اگر مَیں ایک دم کے لیے بھی اِس میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں اور میری آخرت تباہ ہو جائے۔'' (تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 411-412)

اب اسی بات پر یہ لوگ الزام لگاتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا کہ میں ظِلّ ہوں اور جو نبوت مجھ پر ظاہر ہوئی ہے یہ وہی محمدی نبوت ہے۔ یہ الزام لگانے والے کچھ تو عقل سے کام لیں۔ اس کا تو مطلب یہی ہے کہ نبوتِ محمدیہ کو، شریعتِ محمدیہ کو پھیلانے کے لیے، اس کی اشاعت کے لیے آپ کو اپنے وعدے کے مطابق اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اور وہی شریعت اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جولائی ہوئی شریعت تھی اس کو مسیح موعودؑ کے ذریعہ سے پھیلانے کا اللہ تعالیٰ نے سامان فرمایا ہے۔

اشاعتِ اسلام کا کام مسیح موعود کے ذمہ تھا اور یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا جو قرآن کریم میں وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعة:4) کہہ کر اللہ تعالیٰ نے فرما دیا تھا۔

جماعت کی ترقی، اللہ تعالیٰ کی تائیدات اس بات کا ثبوت ہیں کہ اللہ تعالیٰ مسیح موعود کے دعویٰ کی نہ صرف تائید فرما رہا ہے بلکہ آپ کی مدد فرما رہا ہے اور خود اس نے اس جماعت کو سنبھالا ہوا ہے ورنہ مخالفین جس زور سے اس جماعت کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں وہ کب کا اس کو تباہ کر چکے ہوتے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقام و مرتبہ کو بیان کرتے ہوئے ایک موقع پر آپؑ نے فرمایا۔

''وہ انسان جس نے اپنی ذات سے، اپنی صفات سے، اپنے افعال سے، اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُرزور دریا سے کمالِ تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا...... وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا، وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا! اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونس اور ایوب اور مسیح بن مریم اور ملاکی اور یحییٰ اور زکریا وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی اگرچہ سب مقرب اور وجیہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے۔ یہ اُس نبی کا احسان ہے'' یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان ہے ''کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔''

(اتمام الحجة، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 308)

پھر آپؑ نے ایک موقع پر فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کا ایک یہی طریق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی فرمانبرداری کی جاوے۔ دیکھا جاتا ہے کہ لوگ طرح طرح کی رسومات میں گرفتار ہیں۔ کوئی مرجاتا ہے تو قسم قسم کی بدعات اور رسومات کی جاتی ہیں حالانکہ چاہیے کہ مردہ کے حق میں دعا کریں۔'' اب بتائیں کہ یہ جو رسومات کرنے والے ہیں جو پیروں فقیروں کی عجیب عجیب باتوں پر عمل کر کے ان کے مزاروں پر سجدے کرتے ہیں ان باتوں پر عمل کر کے وہ توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو ان بدعات سے دور کرنے آئے تھے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ''رسومات کی بجا آوری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف مخالفت ہی نہیں ہے بلکہ اُن کی ہتک بھی کی جاتی ہے۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 440۔ ایڈیشن 1984ء)

جو نئی نئی رسمیں پیدا کر لی ہیں یہ صرف آپؐ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں ہے بلکہ یہ ایک لحاظ سے آپؐ کی ہتک ہے۔ اب جنہوں نے ہتک رسول کے قانون پاس کیے ہوئے ہیں وہ سب سے بڑھ کر ان بدعات میں ملوث ہیں۔ یہ ہتک کس طرح کی جاتی ہے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو کافی نہیں سمجھا جاتا اور اگر کافی خیال کرتے تو اپنی طرف سے رسومات کے گھڑنے کی کیوں ضرورت پڑتی۔ اب یہ بتائیں جو رسومات کرنے والے ہیں کہ کون ہتک کر رہا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے والے یا آپؑ کا انکار کرنے والے۔ مخالفین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آپؑ نے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نعوذ باللہ نبوت کا دعویٰ کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا انکار کیا اور آپؐ کی توہین کی ہے اور احمدی بھی جو آپ پر ایمان لاتے ہیں اس حوالے سے توہین کے مرتکب ہیں اور قابلِ سزا ہیں۔ اس کا جواب تو میں پہلے دے آیا ہوں۔ میں نے پہلے بعض حوالے آپ کے پیش بھی کیے ہیں کہ جو آپ نے پایا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہی پایا ہے نہ کہ کوئی اپنی چیز ہے۔ اس کا ایک جگہ جواب آپ نے اس طرح دیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ ہم توہینِ رسالت کے مرتکب نہیں ہیں بلکہ تم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ کو کم کرنے والے ہو۔ ان سب دروازوں کو بند کرتے ہو جو آپ کے مقام سے اور آپ کے طفیل سے دنیا کو یا کسی بھی شخص کو مل سکتا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں: یہ لوگ'' کہتے ہیں یہ دروازہ مکالمات و مخاطبات کا اس وجہ سے بند ہو گیا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب:41) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ خاتم النبیین ہیں اس لیے آپ کے بعد یہ فیض اور فضل بند ہو گیا۔'' آپؑ فرماتے ہیں کہ ''مگر ان کی عقل اور علم پر افسوس آتا ہے۔'' یہ لوگ تو اس طرح کی باتیں کر کے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کو کم کرنے والے بن رہے ہیں اور یہ ہتک رسول کرنے والے بن رہے ہیں ''...... کیونکہ نبی کی آمد اور بعثت تو اس غرض کے لیے ہوتی ہے تا کہ اللہ تعالیٰ پر ایک یقین اور بصیرت پیدا ہو اور ایسا ایمان ہو جو لذیذ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے تصرفات اور اس کی قدرتوں اور صفات کی تجلی کو انسان مشاہدہ کرے اور اس کا ذریعہ بھی اس کے مکالمات مخاطبات اور خوارق عادات ہیں لیکن جب یہ دروازہ ہی بند ہو گیا تو پھر اس بعثت سے فائدہ کیا ہوا؟''

فرمایا ''میں بڑے افسوس سے کہتا ہوں کہ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہرگز ہرگز قدر نہیں کی

اور آپ ’’صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ کی شان عالی کو بالکل نہیں سمجھا ورنہ اس قسم کے بیہودہ خیالات یہ نہ تراشتے۔‘‘ آپؑ فرماتے ہیں اس سے ان باتوں کے کرنے سے تم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو کم کر رہے ہو۔ یہ تو خود تم لوگ ہتک کر رہے ہو۔‘‘...... کیونکہ جسمانی اولاد کی نفی تو قرآن شریف کرتا ہے ’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جسمانی اولاد نہیں ہے‘‘ اور روحانی ’’اولاد‘‘ کی یہ نفی کرتے ہیں تو پھر باقی کیا رہا؟‘‘ فرمایا کہ کیوں غلط باتیں کرتے ہو۔

’’اصل بات یہ ہے کہ اس آیت سے اللہ تعالیٰ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان کمال اور آپ کی قوت قدسیہ کا زبردست اثر بیان کرتا ہے کہ آپ ’’صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ کی روحانی اولاد اور روحانی تاثیرات کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔ آئندہ اگر کوئی فیض اور برکت کسی کو مل سکتی ہے تو اسی وقت اور حالت میں مل سکتی ہے جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع میں کھویا جاوے اور فنافی الرسول کا درجہ حاصل کر لے۔ بدوں اسکے نہیں اور اگر اسکے سوا کوئی شخص ادعائے نبوت کرے تو وہ کذّاب ہوگا۔ اس لیے نبوت مستقلہ کا دروازہ بند ہو گیا اور کوئی ایسا نبی جو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور ورزش شریعت ’’یعنی شریعت پر عمل کرنے سے‘‘ اور فنافی الرسول ہونے کے مستقل نبی صاحب شریعت نہیں ہوسکتا۔ ہاں فنافی الرسول اور آپ کے امتی اور کامل متبعین کے لیے یہ دروازہ بند نہیں کیا گیا۔ اسی لیے براہین میں یہ الہام درج ہے۔‘‘ آپ نے اپنی پہلی کتاب کا حوالہ دیا کہ ’’كُلُّ بَرَكَةٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَ تَعَلَّمَ یعنی یہ مخاطبات اور مکالمات کا شرف جو مجھے دیا گیا ہے یہ محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا طفیل ہے اور اس لیے یہ آپ ہی سے ظہور میں آرہے ہیں۔‘‘

یعنی جو اللہ تعالیٰ کامیابیاں عطا فرما رہا ہے یا مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کر رہا ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہی ہو رہا ہے اور گویا کہ آپ کی تائید و نصرت اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے اس ذریعہ سے جس طرح اس نے تکمیل اشاعت کا وعدہ کیا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے ہدایت کی تکمیل اشاعت ہو رہی ہے اس ہدایت کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے۔ اس زمانے میں آپ کے بھیجے ہوئے غلام صادق کے ذریعہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ فرمایا کہ ’’جس قدر تاثیرات اور برکات و انوار ہیں وہ آپ ہی کے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 91-92۔ ایڈیشن 1984ء)

کہتے ہیں یہ آپ ہی کے انوار و برکات ہیں جن کو میں آگے پھیلا رہا ہوں۔ پھر مزید فرماتے ہیں کہ ’’میں بڑے یقین اور دعویٰ سے کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کمالات نبوت ختم ہو گئے وہ شخص جھوٹا اور مفتری ہے جو آپ کے خلاف کسی سلسلہ کو قائم کرتا ہے اور آپ کی نبوت سے الگ ہو کر کوئی صداقت پیش کرتا اور چشمہ نبوت کو چھوڑتا ہے۔ میں کھول کر کہتا ہوں کہ وہ شخص لعنتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا آپ کے بعد کسی اَور کو نبی یقین کرتا ہے اور آپ کی ختم نبوت کو توڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی ایسا نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آسکتا جس کے پاس وہی مہر نبوت محمدیؐ نہ ہو۔ ہمارے مخالف الرائے مسلمانوں نے یہی غلطی کھائی ہے کہ وہ ختم نبوت کی مہر کو توڑ کر اسرائیلی نبی کو آسمان سے اتارتے ہیں۔‘‘ وہ کہتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے‘‘ اور میں یہ کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی اور آپؐ کی ابدی نبوت کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے کہ تیرہ سو سال کے بعد بھی آپ ہی کی تربیت اور تعلیم سے مسیح موعود آپ کی امت میں وہی مہر نبوت لے کر آتا ہے۔ اگر یہ عقیدہ کفر ہے تو پھر میں اس کفر کو عزیز رکھتا ہوں لیکن یہ لوگ جن کی عقلیں تاریک ہوگئی ہیں جن کو نور نبوت سے حصہ نہیں دیا گیا اس کو سمجھ نہیں سکتے اور اس کو کفر قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ وہ بات ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اور آپ کی زندگی کا ثبوت ہوتا ہے۔‘‘ (الحکم جلد 9 نمبر 20 مورخہ 10 جون 1905ء صفحہ 2)

پھر آپؑ نے فرمایا ’’تمام شرف مجھے صرف ایک نبی کی پیروی سے ملا ہے جس کے مدارج اور مراتب سے دنیا بے خبر ہے۔ یعنی سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ عجیب ظلم ہے کہ جاہل اور نادان لوگ کہتے ہیں کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہے حالانکہ زندہ ہونے کی علامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں پاتا ہوں۔‘‘ آپ نے فرمایا میں تو زندہ ہونے کی علامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں پاتا ہوں۔ ’’وہ خدا جس کو دنیا نہیں جانتی ہم نے اس خدا کو اس نبی کے ذریعہ سے دیکھ لیا اور وہ وحی الٰہی کا دروازہ جو دوسری قوموں پر بند ہے ہمارے پر محض اسی نبی کی برکت سے کھولا گیا اور وہ معجزات جو غیر قومیں صرف قصوں اور کہانیوں کے طور پر بیان کرتی ہیں۔ ہم نے اس نبی کے ذریعہ سے وہ معجزات بھی دیکھ لیے۔ اور ہم نے اس نبی کا وہ مرتبہ پایا جس کے آگے کوئی مرتبہ نہیں۔ مگر تعجب کہ دنیا اس سے بے خبر ہے۔‘‘ (مکتوبات احمد جلد 1 صفحہ 287)

پھر آپؑ اپنے عقیدے کے متعلق اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

’’ہماری کوئی کتاب بجز قرآن شریف نہیں ہے اور ہمارا کوئی رسول بجز محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہے۔ اور ہمارا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے۔ سو دین کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہیے اور یاد رکھنا چاہیے کہ ہمیں بجز خادمِ اسلام ہونے کے اَور کوئی دعویٰ بالمقابل نہیں ہے۔ اور جو شخص ہماری طرف یہ منسوب کرے، وہ ہم پر افترا کرتا ہے۔ ہم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ فیض برکات پاتے ہیں اور قرآن کریم کے ذریعہ سے ہمیں فیضِ معارف ملتا ہے۔ سو مناسب ہے کہ کوئی شخص اس ہدایت کے خلاف کچھ بھی دل میں نہ رکھے ورنہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کا جوابدہ ہوگا۔ اگر ہم اسلام کے خادم نہیں ہیں تو ہمارا سب کاروبار عبث اور مردود اور قابلِ مواخذہ ہے۔‘‘

(مکتوبات احمد جلد 2 صفحہ 249)

لیکن جہاں اللہ تعالیٰ کی تائیدات اور نصرت جماعت احمدیہ کے ساتھ ہیں، جو اللہ تعالیٰ نظارے دکھا رہا ہے اپنی تائیدات کے وہ اس بات کا ثبوت ہیں ہزاروں لاکھوں آدمی ہر سال جو جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔

ہزاروں لاکھوں لوگوں کو اللہ تعالیٰ خود راہنمائی کر کے مسیح موعودؑ کو ماننے کی توفیق عطا فرماتا ہے وہ اس بات کا ثبوت ہیں کہ آپؑ کا دعویٰ سچا ہے اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت آپؑ کے ساتھ ہے۔

روس میں، امریکہ میں، عرب ممالک میں، افریقہ میں ہزاروں جگہوں پر، ایشیا میں لوگ یہ خط لکھتے ہیں، اظہار کرتے ہیں کہ ہمیں کس طرح اللہ تعالیٰ نے راہنمائی فرمائی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی کیونکہ آپ ہی وہ شخص ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی سچی خدمت کرنے والے ہیں، اس کا حق ادا کرنے والے ہیں اور اس کو پھیلانے والے ہیں۔

جو کچھ آپؑ نے بیان فرمایا یا تحریر فرمایا اس کی تائید میں سینکڑوں واقعات آپ کی زندگی میں اس کے ملتے ہیں۔

بعض میں مختلف وقتوں میں بیان بھی کرتا رہتا ہوں۔ ایک موقع پر عیسائیوں کی طرف سے ایک مباحثہ کے بعد ایک دعوت میں آپؑ کو بھی مدعو کیا گیا لیکن صرف اس وجہ سے آپ علیہ السلام نے وہ دعوت ٹھکرا دی کہ یہ لوگ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔ جون 1893ء میں عیسائیوں اور مسلمانوں کے مابین ایک معرکہ آرا مباحثہ ہوا۔ پندرہ روز بحث کے بعد عیسائیوں کے منتظم اعلیٰ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کی جانب سے ایک چائے پارٹی کا اہتمام کیا گیا اور ان لوگوں نے حضرت اقدسؑ اور آپ کے ساتھیوں کو بھی دعوت دی لیکن آپ علیہ السلام نے محض اس وجہ سے یہ دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ یہ لوگ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تو بے حرمتی کرتے ہیں اور توہین کرتے ہیں اور مجھے چائے کی دعوت دیتے ہیں۔ ہماری غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ ان کے ساتھ مل کر بیٹھیں سوائے اس کے کہ ہم ان کے غلط عقائد کی تردید کریں۔

(ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت یعقوب علی عرفانی صاحبؓ جلد دوم صفحہ 262-263)

ہاں عقائد کی تردید میں بحث ہے، مناظرہ ہے تو اور بات ہے۔ لیکن ہم ان کے ساتھ کھانا پینا نہیں کر سکتے جو اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو، گالیاں دینے والے ہوں دشنام طرازی کرنے والے ہوں۔ کوئی عقل کا اندھا انسان ہی ہے ایسا جو یہ باتیں سن کر بھی کہے کہ آپ علیہ السلام نعوذ باللہ توہینِ رسالت کے مرتکب ہوتے ہیں یا جماعت احمدیہ کے کسی فرد کے دل میں ہلکا سا ایک شعشہ بھر بھی یہ خیال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام کسی طرح بھی کم ہے۔ اپنے آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کا ایک واقعہ یوں ہے جس سے آپ کی دلی کیفیت کا اظہار ہوتا ہے۔ باہر بعض دفعہ انسان کہہ سکتا ہے کہ یہ دکھاوے کا اظہار ہے لیکن اندر بیٹھ کے علیحدگی میں بیٹھ کر جس طرح آپ کے جذبات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت کے تعلق میں تھے اس کا بھی ایک واقعہ سن لیں۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ بیان کرتے کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ ایک دفعہ دوپہر کے وقت میں مسجد مبارک میں داخل ہوا تو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اکیلے گنگناتے ہوئے حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ شعر پڑھ رہے تھے اور ساتھ ساتھ ٹہلتے بھی جاتے تھے۔

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِي　　فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ　　فَعَلَيْكَ كُنْتُ أُحَاذِرُ

کہتے ہیں کہ میری آہٹ سن کر حضرت صاحبؑ نے اپنے چہرے پر سے (چہرہ ڈھانپا ہوا تھا رومال سے)، رومال والا ہاتھ اٹھا لیا تو میں نے دیکھا کہ آپؑ کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ حضرت حسانؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے تھے اور گویا آپؐ کے درباری شاعر تھے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر یہ شعر کہا تھا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ تو میری آنکھ کی پتلی تھا پس تیری موت سے میری آنکھ اندھی ہوگئی۔ اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے پروا نہیں۔ مجھے تو بس تیری موت کا ڈر تھا جو واقع ہو چکی ہے۔ اس شعر کہنے والے کی محبت کا اندازہ کرنا بھی کوئی آسان کام نہیں ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے مگر اس شخص کے سمندر عشق کی تہ کو کون پہنچے جو اس واقعہ کے تیرہ سو سال بعد تنہائی میں جبکہ اسے خدا کے سوا کوئی دیکھنے والا نہیں یہ شعر پڑھتا ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا تاربہ نکلتا ہے اور وہ شخص ان لوگوں میں سے نہیں ہے جس کی آنکھیں بات بات پر آنسو بہانے لگ جاتی ہیں بلکہ وہ، وہ شخص ہے کہ جس پر اس کی زندگی میں مصائب کا پہاڑ ٹوٹے اور غم و الم کی آندھیاں چلیں مگر اس کی آنکھوں نے اس کے جذبات قلب کی کبھی غمازی نہیں کی۔

پھر ایک موقع پر پیر سراج الحق صاحب کی بھی روایت ہے کہتے ہیں کہ یہ شعر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسجد مبارک میں میرے سامنے پڑھا اور مجھے سنا کر فرمایا کہ کاش حسان کا یہ شعر میرا ہوتا اور میرے تمام شعر حسان کے ہوتے۔ پھر آپؑ چشم پُر آب ہو گئے۔ اس وقت حضرت اقدسؑ نے یہ شعر کئی بار پڑھا جو میں نے ابھی پڑھ کے سنایا ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حسان بن ثابت کے شعر کے متعلق پیر سراج الحق سے جو الفاظ فرمائے وہ ایک خاص قسم کی قلبی کیفیت کے مظہر ہیں جو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل پر طاری ہوگئی ورنہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے کلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ محبت چھلکتی ہے جس کی مثال کسی دوسری جگہ نظر نہیں آتی ہے اور کسی دوسرے کے کلام میں عشق کا وہ معیار نظر نہیں آتا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نظر آتا ہے۔

(ماخوذ از سیرت المہدی جلد اول صفحہ 305-306 روایت 334)

کیا ایسا شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا مرتکب ہوسکتا ہے۔ کاش! کہ عقل کے اندھوں کو عقل آجائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت ہی تھا جس کی وجہ سے آپ نے ایک موقع پر عرب کے رہنے والوں سے جس طرح محبت کا اظہار کیا وہ ایک غیر معمولی اظہار ہے اور آپ پر الزام لگانے والوں کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہونا چاہیے اور عرب دنیا کے لوگوں کو بھی سمجھنے کے لیے اس کی بہت ضرورت ہے۔

عربی کے الفاظ میں آپ نے یہ خط لکھا تھا لیکن میں اس کا ترجمہ کر دیتا ہوں۔ اس خط کا ایک ایک حرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے عشق و محبت کا اظہار کرتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں: السلام علیکم۔ اے عرب کے خالص لوگو یعنی خالصۃً عربی لوگو! نیک اور بزرگ لوگو! سلام۔ تم پر سلام۔ اے نبی کریم کی زمین اور بیت اللہ عظیم کے پڑوس میں رہنے والو! تم اسلام کی بہترین امت ہو اور اس بلند خدا کا سب سے بہتر گروہ ہو۔ کوئی قوم تمہاری شان کو نہیں پہنچ سکتی۔ یقیناً تم شرف، بزرگی اور منزلت میں بڑھ کر ہو۔ تمہارے لیے یہی فخر کافی ہے کہ اللہ نے حضرت آدمؑ سے جو وحی شروع کی اس کو اس نبی پر ختم کیا جو تم میں سے تھے اور تمہاری زمین ان کا وطن ان کی پناہ اور جائے پیدائش تھی۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ وہ نبی کون ہے۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم برگزیدوں کا سردار، انبیاء کا فخر، خاتم الرسل اور سب مخلوق کا امام ہے۔

ان کا احسان زمین پر چلنے والے ہر انسان پر ثابت ہے۔ آپ کی وحی نے رموز معانی اور بلند نکات جو گمشدہ تھے ان سب کو پا لیا۔ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین نے معارف حقائق کے راستے اور ہدایت کے طریقے جو ناپید ہو گئے تھے ان کو از سر نو زندہ کیا۔

اے اللہ! تُو ان پر اپنا اتنا درود و سلام اور برکات نازل فرما جتنے زمین کے قطرے زمین کے ذرّے، جتنے اس میں رہنے والے زندہ اجسام اور جتنے اس میں مدفون ہیں۔ آپ کو اتنی برکتیں عطا کر جتنے آسمان میں ذرے جو ظاہر اور مخفی ہیں اور ان کو ہماری طرف سے اتنا سلام پہنچا جس سے آسمان کے کنارے بھر جائیں۔

خوش قسمت ہے وہ قوم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جوا اپنے کندھے پر رکھ لیا۔ مبارک ہے وہ دل جو اُن تک پہنچا اور ان سے مل گیا اور ان کی محبت میں فنا ہو گیا۔ عربوں کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں، اے اس سرزمین کے باسیو جس کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں نے رونق بخشی۔ اللہ تم پر رحم کرے اور تم سے راضی ہو اور تم کو راضی رکھے۔ میں تمہارے بارے میں اچھا ظن رکھتا ہوں۔ اے اللہ کے بندو میری روح میں تمہاری ملاقات کے لیے بڑی تشنگی ہے۔ میں تمہارے ملکوں کی اور تمہاری جمعیت کی برکات دیکھنے کا مشتاق ہوں تا اس زمین کو دیکھوں جس کو مخلوق کے سردار کے قدموں نے چھوا اور اس مٹی کا سرمہ اپنی آنکھوں میں لگاؤں۔ اس زمین کی صلاحیتوں اور صلحاء کو ملوں۔

(التبلیغ، آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 419 تا 421)

پس یہ ہے وہ دلی کیفیت جس کا اظہار آپؑ نے فرمایا۔ کاش کہ آجکل عرب کے مسلمانوں کو بھی اس نصیحت پر عمل کرنے کی توفیق ملے اور اپنے عملوں کو اس قابل بنائیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی ماننے والوں اور آپؐ کی امت کے حقیقی پیروی کرنے والوں میں شامل ہو جائیں۔ آپؐ کی شریعت پر صحیح طور پر عمل کرنے والوں میں شامل ہو جائیں تبھی وہ اپنے اس مقام کو پا سکتے ہیں جو ان سے کھویا گیا ہے۔

دشمنوں کی دشنام دہی پر ایک موقع پر اپنے دلی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے آپؑ نے اس طرح فرمایا کہ ”دل رو رو کر یہ گواہی دیتا ہے کہ اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی اور دلی عزیزوں کو جو دنیا کے عزیز ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور ہمیں بڑی ذلت سے جان سے مارتے اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کر لیتے تو واللہ ثم واللہ ہمیں رنج نہ ہوتا اور اس قدر کبھی دل نہ دکھتا جو ان گالیوں اور اس توہین سے جو ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کی گئی“ ہیں دل ”دُکھا۔“ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 52)

کیا یہ الفاظ توہین کرنے والے کے ہیں؟ الزام لگانے والے کچھ تو سوچیں، کچھ تو غور کریں۔ پس اے وہ مخالفین احمدیت! جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو، غور کرو، سوچو کہ تمہاری بلاوجہ کی مخالفت اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث نہ بن رہی ہو۔ آجکل جو حالات ہیں ان میں دیکھو کہ کہیں یہ مخالفت جو تمہاری ہو رہی ہے اس وجہ سے تو نہیں ہو رہی کہ تم کیا کر رہے ہو۔ اس کے نتائج اس وجہ سے تو نہیں پیدا ہو رہے۔ کچھ تو غور کرو۔

جہاں تک ہمارا مسلمانوں سے تعلق ہے اور ہمدردی کا تعلق ہے ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس شعر پر عمل کرنے والے ہیں جس میں آپ نے فرمایا کہ

”اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار　　　کاخر کنند دعویٔ حب پیمبرمؐ“

(ازالۂ اوہام حصہ اول، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 182)

کہ اے دل! تُو ان لوگوں کا لحاظ رکھ کیونکہ آخر میرے پیغمبرؐ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔

ہم تو اس لحاظ سے ہر مسلمان سے محبت کرنے والے ہیں اور ان کی بقا کے لیے دعاگو بھی ہیں اور جو کوشش ہو سکتی ہے وہ بھی کرتے ہیں اور ان کے لیے نیک جذبات اور احساسات رکھتے ہیں۔ ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں لیکن یہ خود بھی تو ہوش کریں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی تکفیر کرنے کی بجائے اس کے پیغام کو سنیں اور سمجھنے کی کوشش کریں۔ کفر کے فتوے لگانے میں جلدی نہ کریں۔

بہرحال ہم تو اس محبت کا دعویٰ مسلمانوں سے کرتے رہیں گے کیونکہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں چاہے وہ محبت کا دعویٰ ظاہری ہی ہو۔

اللہ تعالیٰ مسلمان امت کو عقل اور شعور دے اور وہ بلاوجہ کی مخالفت سے باز آئیں۔

سوچیں کہ کیا اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا نہیں کہ تم نے بغیر تحقیق کے مخالفت کی کیونکہ اکثریت تو صرف بغیر تحقیق کے مولوی کے کہنے پر مخالفت کرتے ہیں اور مولوی بھی پڑھنا نہیں چاہتا، غور نہیں کرنا چاہتا۔

اگر غور کرتے پھر اگر دیکھتے کہ اس دعویٰ کرنے والے کے کسی کلام میں توہین رسالت ہے اور اس غور کے بعد اگر کلام سمجھ نہ آتا تو پھر صرف مخالفت نہیں شروع کر دیتے پھر بھی ان کو چاہیے تھا کہ احمدیوں سے پوچھتے اس کے بعد پھر اگر تمہیں نظر آتا کہ سب باتیں ناجائز ہیں اور قرآن و حدیث اور شریعت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے منافی ہیں تو مخالفت کا حق رکھتے لیکن کیا تم نے ہمارا دل چیر کر دیکھا ہے کہ ہمارے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق و محبت ہے کہ نہیں ہے اور کس حد تک ہے اور کس حد تک بھرا ہوا ہے؟ کیا تم نے دیکھا ہے کہ ہم آپ کی آخری شریعت پر کس حد تک ایمان لانے والے ہیں؟ کیا تم نے دیکھا ہے کہ ہم قرآن کریم کے ہر حکم پر عمل کرنے کی کوشش کرنے والے ہیں اور اس پر یقین اور ایمان رکھنے والے ہیں؟ کیا تم نے دیکھا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی توحید کو دنیا میں قائم کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنے والے ہیں؟ پس کچھ تو غور کرو! کچھ تو غور کرو!

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عقل دے کہ یہ اس طرح سوچیں اور ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم یہ حب پیغمبری کا دعویٰ اپنے ہر عمل سے ثابت کریں۔

جن باتوں کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وضاحت فرمائی ہے اور بہت جگہ وضاحت فرمائی ہے اس کے علاوہ بھی اس پر غور کریں اور سوچیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جو عشق و محبت ہے اس میں بڑھتے چلے جائیں اور صرف ہماری زبانی باتیں نہ ہوں، ہم نے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے ہم اس ماننے کا حق ادا کرنے والے بنیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کے وہ معیار قائم کریں جو اعلیٰ ترین معیار ہوں۔ اپنا جائزہ لیتے رہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جذبات تھے کیا وہ جذبات ہمارے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کی توحید کو دنیا میں قائم کرنے کے لیے وہ کوشش کریں جس کا ہم سے مطالبہ کیا گیا ہے اور جو اس کا حق ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں لہرانے کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار رہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید دنیا میں قائم کرنے کے لیے ہر قربانی کے لیے ہر وقت تیار رہیں اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں جب تک اس مقصد کو حاصل نہ کر لیں جس کو پورا کرنے کے لیے ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قادیان میں جلسہ میں شامل ہونے والے ہر فرد کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور جو اپنے گھروں میں بیٹھے سن رہے ہیں ان کو بھی اپنی حفظ و امان میں رکھے اور حقیقی طور پر اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کا اظہار کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی بیعت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔

اس وقت ہمارے قادیان کے اس جلسہ کے ساتھ دنیا کے مختلف ممالک میں جلسے ہو رہے ہیں۔ بعض کی تصاویر دکھائی جا رہی ہیں۔ ان میں ٹوگو میں جلسہ ہو رہا ہے، مالی میں جلسہ سالانہ ہو رہا ہے، آج ان کا آخری دن ہے۔ برکینا فاسو میں ہو رہا ہے، ان کا بھی آخری دن ہے۔ گنی کناکری میں جلسہ ہو رہا ہے، ان کا بھی آخری دن ہے۔ نائیجر میں جلسہ ہو رہا ہے، ان کا بھی آخری دن ہے۔ سینیگال میں ہو رہا ہے، ان کا بھی آخری دن ہے۔ گنی بساؤ میں ہو رہا ہے، امریکہ کے ویسٹ کوسٹ میں جلسہ ہو رہا ہے۔ یہ سب جو جلسہ سالانہ ہو رہے ہیں۔

یہ سب اس لیے یہاں جمع ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو سمجھیں اور دنیا میں پہنچانے کی کوشش کریں اور اپنی اصلاح کرنے کی بھی کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ ان سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور وہ سب برکات لے کر جلسہ سے جائیں جن برکات کے لینے کے لیے وہ اس جلسہ میں شامل ہوئے ہیں۔

اس وقت قادیان میں جو حاضری انہوں نے مجھے بھیجی ہے وہ کہتے ہیں کہ اس وقت بیالیس ممالک کی نمائندگی وہاں ہو رہی ہے اور 16 ہزار 91 (16091) کی حاضری ہے۔ قادیان کے لحاظ سے اچھی حاضری ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جلسہ کی برکات سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کر لیں۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 12 جولائی 2025ء)

☆......☆......☆

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

خدا تعالیٰ نے یہ مقدر کر دیا ہے کہ وہ دنیا پر مقامِ ختم نبوّت اب جماعت احمدیہ کے ذریعہ واضح کرے، اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر کر دیا ہے کہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جھنڈا اب جماعت احمدیہ کے ذریعے دنیا پر لہرائے

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 2011)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دارالرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہم احمدیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خاتمیتِ نبوت پر اُس سے زیادہ اور کئی گُنا بڑھ کر یقین ہے اور اس کا فہم و ادراک ہے جتنا کسی بھی دوسرے مسلمان کو آپؐ کے خاتم النبیین ہونے کی حقیقت کا ادراک اور یقین ہے

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 2011)

طالب دعا: بی. ایس. عبدالرحیم ولد مکرم شیخ علی صاحب مرحوم (صدر جماعت احمدیہ منگلور، کرناٹک)

بقیہ حضور انور سے ملاقات از صفحہ نمبر 02

اثبات میں جواب دیا۔ حضور انور نے استفسار فرمایا کہ آپ کی شادی کب ہوئی تھی اور کیا آپ کے بچے ہیں؟ موصوفہ نے عرض کیا کہ ان کی شادی 2012ء میں ہوئی تھی نیز دو بیٹیاں ہیں جن کے نام نور اور عائشہ ہیں۔

حضور انور سے اجازت طلب کرنے کے بعد انہوں نے سوال کیا کہ آپ اپنی روزمرہ کی مصروفیت میں سے اپنے اہل و عیال کے لیے کیسے وقت نکالتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ میں اپنے اہل و عیال کے لیے دوپہر اور شام کے کھانے کے اوقات میں وقت نکالتا ہوں۔ چند منٹ کے لیے ہم اکٹھے بیٹھ جاتے ہیں اور باتیں کر لیتے ہیں۔

حضور انور کے استفسار فرمانے پر نصف بیلجین اور نصف انگلش نژاد ایک نومبائع نے عرض کیا کہ انہوں نے تقریباً ایک سال قبل احمدیت قبول کی تھی نیز اپنی اہلیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ وہ ان کے ہمراہ برطانیہ تشریف نہیں لا سکیں۔ اسی طرح اپنے جذبات کا اظہار ان الفاظ میں کیا کہ میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے مجھے اور میری اہلیہ کو اپنی دعاؤں سے نوازا۔

حضور انور نے موصوف سے دریافت فرمایا کہ قبول احمدیت آپ کی شادی کا نتیجہ ہے یا آپ کے دلی رجحان کی وجہ سے ہے؟ بایں ہمہ حضور انور نے اس سوال کے امکانی تاثر کو زائل کرتے ہوئے وضاحت فرمائی کہ اس قسم کے دوٹوک سوالات پوچھنے کا مقصد آپ یا کسی کے جذبات کو ٹھیس پہنچانا نہیں بلکہ یہ سوالات حضور محض اپنی معلومات کے اضافہ کے لیے پوچھ رہے ہیں۔

موصوف نے انتہائی عاجزی سے عرض کیا کہ حضور انور کا استفسار فرمانا انہیں ہرگز گراں نہیں گزرا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے قبول احمدیت کے روحانی سفر کا پس منظر بیان کرتے ہوئے عرض کیا کہ پہلے وہ ایک atheist تھے اور پھر Protestantism کی طرف مائل ہوئے، لیکن بعد ازاں ان کا تعارف اپنی زوجہ کے ذریعے احمدیت سے ہوا جو کہ پیدائشی احمدی ہیں۔

موصوف نے سوال کرتے ہوئے عرض کیا کہ مجھے جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے کچھ ہی عرصہ ہوا ہے، بعض اوقات فیملی اور دوستوں کو اس بات کو سمجھنے میں کچھ مشکل پیش آتی ہے کیونکہ وہ مجھے میرے قبول احمدیت سے پہلے کے جانتے ہیں، ہو سکے تو میری اس سلسلہ میں راہنمائی فرما دیں، جس سے وہ میری اس تبدیلی کو سمجھ پائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ ان کو یہ بتا سکتے ہیں کہ احمدیت قبول کرنے کے بعد میں اپنے آپ کو زیادہ پُرسکون محسوس کرتا ہوں اور میرا دل مطمئن ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ پہلے کی نسبت میرا خدا تعالیٰ سے زیادہ بہتر تعلق پیدا ہو گیا ہے نیز اگر آپ ان کو اسلام احمدیت کے بارے میں اپنے ذاتی تجربات کے متعلق بتائیں گے تو ان کو بھی پتا چل جائے گا۔

تبلیغ کا بہترین ذریعہ ذاتی تجربات ہیں۔ اپنے آپ کو مختلف بحث مباحثوں میں الجھانے یعنی ہستیِ باری تعالیٰ، وفات مسیح، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد، قرآن و بائبل میں پیشگوئیوں وغیرہ کی بجائے پہلے اپنی مثال پیش کریں۔ اگر وہ آپ کی مثال دیکھ کر آپ کے اخلاق سے راضی ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ پہلے سے اب آپ ایک بہتر انسان ہیں تو وہ پوچھیں گے کہ اس تبدیلی کی وجہ کیا ہے؟ پھر آپ ان کو بتا سکتے ہیں کہ یہ ہے وہ وجہ، یہ اسلامی تعلیم ہے، اسلام قبول کرنے کے بعد میری توجہ اللہ تعالیٰ اور مذہب کی طرف مبذول ہوئی اور میرا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ذاتی تعلق قائم ہو گیا ہے اور آپ کو یہ ذاتی تعلق خود قائم کرنا پڑے گا۔ اگر ایسا نہیں کریں گے تو صحیح رنگ میں تبلیغ نہیں کر سکیں گے۔

مبلغ انچارج صاحب بلجیم کے بیٹے کو حضور انور کی خدمت میں اپنا تعارف پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، انہوں نے عرض کیا کہ وہ آرتھوڈونٹسٹ (orthodontist) ہیں اور ان کی اہلیہ مراکشی نژاد ہیں۔ حضور انور نے ان کے بھائی کی بابت دریافت کیا تو موصوف نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ وہ سائبر سیکیورٹی میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

حضور انور سے ایک دوست نے راہنمائی طلب کی کہ بحیثیت احمدی کیا آپ ہمیں اسرائیل کی کمپنیوں کے boycott کے رجحان پر عمل کرنے کی اجازت دیتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ اگر آپ سہولت سے ان کمپنیوں کا بائیکاٹ کر سکتے ہیں تو آپ بے شک کر لیں، اس میں کوئی ہرج نہیں، مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن اگر آپ کچھ نہیں خریدیں گے تو کیا ہو گا؟ فائدہ تو تب ہی ہے اگر حکومتیں اقدامات اٹھائیں، خاص طور پر اگر اسلامی حکومتیں اسرائیل کی مصنوعات کے خلاف کارروائی کریں، پھر وہ ان کی معیشت کو متاثر کر سکیں گے یا کسی حد تک اسرائیلی کمپنیوں کی پیداوار اور نفع کو، ورنہ ایک فرد کی کارروائی ان کی مصنوعات یا ان کے کاروبار پر کوئی خاص اثر نہیں ڈالے گی۔

لیکن اگر آپ سہولت سے ایسا کر سکتے ہیں تو بے شک کر لیں، کوئی مسئلہ نہیں ہے، کوئی ہرج نہیں ہے۔ اگر احمدی اسرائیلی کمپنیز کا بائیکاٹ کرنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ کیا ان پر لکھا ہوتا ہے کہ یہ اسرائیلی پروڈکٹ (product) ہے؟ کسی کو نہیں پتا۔ یہاں تک کہ مجھے معلوم ہے کہ آپ کھانے کی اشیاء کے ingredients تک تو پڑھتے نہیں۔ بعض اوقات لوگ بلجیم سے چاکلیٹ لاتے ہیں اور جب میں ان کے اجزائے ترکیبی پڑھتا ہوں تو ان میں شراب ہوتی ہے، کبھی کبھی وہ جیم (jam) لاتے ہیں اور اس میں سؤر کی چربی ہوتی ہے اور اگر وہ یہ چیزیں میرے لیے لاتے ہیں تو اس کا مطلب پھر یہ ہوا کہ وہ خود بھی اسے کھاتے ہوں گے۔ اگر آپ ان چیزوں کو کھانے میں محتاط نہیں ہیں اور ان اشیاء کے اجزائے ترکیبی کو جاننے میں vigilant نہیں ہیں جو دراصل حرام ہیں تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ آپ ہر چیز کے بارے میں معلوم کریں کہ آیا وہ اسرائیل سے ہے یا نہیں؟ کوئی بھی یہ پڑھنے کی زحمت نہیں کرتا کہ اسے کون تیار کر رہا ہے، وہ اس کو لیتے ہیں اور کھا لیتے ہیں، اس لیے آپ کو پہلے اسرائیلی اشیاء کی ایک فہرست تیار کرنی پڑے گی۔ پھر اسے عوام الناس میں تقسیم کریں تاکہ احمدیوں اور دیگر مسلمانوں کو معلوم ہو کہ یہ اسرائیلی اشیاء ہیں اور وہ ان کو نہ لیں۔ پھر یقیناً ان کے کاروبار پر بڑا اَثر پڑے گا، ورنہ کوئی فائدہ نہیں ہے۔

ایک احمدی نے حضور انور سے عربی میں مخاطب ہوتے ہوئے عرض کیا کہ وہ اصل میں یمن کے رہنے والے ہیں اور انہوں نے یمن کے احمدیوں کی طرف سے حضور انور کو سلام کا عقیدت مندانہ تحفہ پیش کیا نیز یمن کے احمدیوں بالخصوص ان اسیرانِ راہِ مولیٰ کے لیے جو محض احمدی ہونے کی بنا پر قید و بند کی صعوبتیں کاٹ رہے ہیں عاجزانہ درخواستِ دعا کی۔

حضور انور نے فرمایا کہ یمن سے جو تھوڑا بہت ہمارا رابطہ ہے اس سے مجھے بھی پتا لگتا رہتا ہے جو حوثی علاقہ ہے وہاں تو تقریباً سارے مرد ہی جیل میں ہیں۔ دعا کے لیے تو مَیں جماعت کو بھی تحریک کرتا رہتا ہوں، جمعہ پر بھی میں نے کی۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے، جلد ان کی رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔ بعض جگہ سے شنید ہے کہ ان کی جلدی رہائی ہو جائے گی لیکن اللہ بہتر جانتا ہے انہوں نے کیا کرنا ہے یا نہیں کرنا۔ لیکن بہرحال تکلیف میں ہیں۔ ہم سب کو ان کے لیے دعا کرنی چاہیے اور اگر آپ کا رابطہ ہو تو ان کو بھی میری طرف سے السلام علیکم اور دعائیہ کلمات پہنچا دیں۔

ایک اور نومبائع جن کو امسال ماہِ جنوری میں شرفِ بیعت حاصل ہوا نے حضور انور سے دریافت کیا کہ وہ کس طرح ایک بہتر مسلمان بن سکتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ بعض لوگوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا ہمیں یہ اجازت مل سکتی ہے کہ ہم باقاعدہ پنج وقتہ نمازوں کی ادائیگی نہ کریں یا ہم بعض نمازیں ادا کریں اور بعض کو چھوڑ دیں؟ اس پر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعا اور عبادت کے بغیر کوئی دین نہیں ہے۔ تو ایک عام مسلمان بننے کے لیے جو بنیادی چیز ہے وہ یہ ہے کہ آپ اپنی پنج وقتہ نمازوں کو ادا کریں۔ اس بات کو اپنے پلّے باندھ لیں کہ آپ کبھی بھی کسی نماز کو نہیں چھوڑیں گے اور اگر آپ پنج وقتہ نمازوں کی ادائیگی کریں گے تو ظاہر ہے آپ اس کے الفاظ کو بھی سیکھنے کی کوشش کریں گے اور سب سے اہم سورۃ الفاتحہ ہے، تو سورۃ الفاتحہ کو سیکھنے کی کوشش کریں اور اپنی نمازوں میں اسے پڑھیں اور جب آپ کو سورۃ الفاتحہ کے معنی آ جائیں تو وہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جس کے مطابق ہم عمل کر سکتے ہیں۔ اگر آپ ان احکام، ہدایات اور تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے جو اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفاتحہ میں بیان کیے ہیں، وہ ایک بنیادی راہنما اصول ہے، جس کے ذریعہ ایک شخص اچھا مسلمان بن سکتا ہے۔

بیلجین نژاد پہلے احمدی رضوان وانڈن بروک صاحب کے صاحبزادے نے عمدہ مہمان نوازی کے لیے حضور انور کی خدمت میں اپنی جانب سے اظہار تشکر کیا نیز اس سفر کے اہتمام کے حوالے سے مبلغ انچارج صاحب بلجیم اور انتظامی ٹیم کا شکریہ ادا کیا۔

موصوف نے حضور انور سے دریافت فرمایا کہ ہم اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق کیسے پیدا کر سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ بنیادی چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ میں نے جنّ و انس کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ اگر ہم ان احکام کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں جو اس نے نازل کیے ہیں، جن میں روزانہ کی پنج وقتہ نمازیں بھی شامل ہیں اور اگر ہم اس کے معنی بھی جانتے ہوں تو اس کے ساتھ ایک اچھا تعلق پیدا کر سکتے ہیں۔ سورۃ الفاتحہ میں ایک آیت اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ہے۔ یعنی اے اللہ! ہمیں سیدھے راستہ پر چلا۔ جب آپ اس دعا کو بار بار دُہرائیں گے تو وہ آپ کے دل سے نکلے گی اور اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت دے گا، آپ اللہ تعالیٰ کو محسوس کریں گے۔ جب آپ سجدہ میں جائیں گے، اس کے حضور سجدہ ریز ہو رہے ہوں تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آنسو بہائیں کہ اے اللہ! مجھے اپنا وجود دکھا، تو پھر آپ اپنے اندر ہی اندر کچھ محسوس کریں گے اور وہ اپنا ثبوت دے گا، بہت سارے لوگوں نے اس کا تجربہ کیا ہے۔

ایک مراکشی نژاد شریکِ مجلس نے اس ملاقات کی اجازت مرحمت فرمانے پر حضور انور کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے نیک جذبات کا اظہار ان الفاظ میں کیا کہ احمدیت کا یہ حسن ہے کہ دنیا بھر کے لوگ اور مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ ایک جھنڈے تلے جمع ہو سکتے ہیں نیز موصوف نے عرض کیا کہ میں نے احمدیت کو اسی وجہ سے قبول کیا ہے کیونکہ احمدیت ہی وہ چھتری ہے جس نے تمام مذاہب کو اکٹھا کرتے ہوئے انہیں اسلام کے تحت متحد کیا ہے۔

حضور انور نے اس پر تبصرہ فرمایا کہ یہی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ تمام مسلمانوں کو عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ جمع کرو۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام تھا اور اسی کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئے تھے اور اسی کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی کہ ایک زمانے میں جب دین بگڑ جائے گا، لوگ دنیا کی طرف چلے جائیں گے، مسلمان بھی اپنی تعلیم کو بھول جائیں گے،

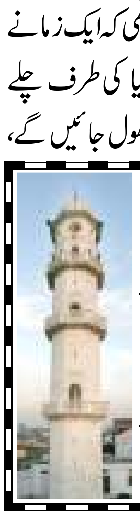
Love for All Hatred for None
99493-56387
Prop:Muhammad Saleem
MASROOR HOTEL
TEA,TIFFIN,MEALS,CHICKEN-BIRYANI,FAST-FOOD AVAILABLE HERE
Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)
طالب دعا: محمد سلیم (ضلع نائب امیر جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

صرف نام کے مسلمان ہوں گے اور اس وقت کے علماء جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کیا، بہت سارے سکالرز اور بڑے دردر کھنے والے مسلمان بھی یہ کہا کرتے تھے کہ مسیح و مہدی کے زمانے کی ضرورت ہے تاکہ ہم مسلمان ایک ہاتھ پر جمع ہوں، لیکن جب مسیح موعودؑ نے دعویٰ کیا تو ان میں سے بہت سارے اس بات کو سمجھ نہیں سکے اور بگڑ گئے۔

لیکن بہرحال یہی ہمارا مقصد ہے اور اسی لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے کہ اسلام میں جو بہتّر فرقے بن گئے ہیں، ان فرقوں کو بھی جمع کریں اور اس کے علاوہ دوسرے اَدیان، عیسائیت ہے، یہودیت ہے، ہندوازم ہے، بدھ ازم ہے یا دہریہ لوگ ہیں، ان سب کو اللہ تعالیٰ کے دینِ واحد پر جمع کریں اور اسی مقصد کے لیے جماعت قائم کی گئی تھی اور اسی مقصد کے لیے ہمارا مشن جاری ہے۔ اور یہی مقصد ہر احمدی کو اب اپنانا چاہیے کہ جب اس نے بیعت کر لی، جس دینِ واحد پر وہ مسیح موعود علیہ السلام کو مان کے جمع ہو گیا، اب اس کو اس نے پھیلانا بھی ہے اور دنیا کو بھی اس برکت سے حصہ دلانے کی کوشش کرنی ہے۔

بعد ازاں حضور انور نے خواتین کو مزید سوالات پوچھنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

ایک لجنہ ممبر نے اپنی گزارشات کے آغاز میں حضور انور اور منتظمین کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا کہ بفضلہٖ تعالیٰ یہ ملاقات اور سفر ممکن ہوا۔ انہوں نے ان نو مبائعات کی جانب سے جذبات محبّت و اخلاص سے پُر پیغام پہنچایا جو بوجوہ اس ملاقات میں شمولیت اختیار کرنے سے قاصر رہیں نیز ان جملہ خواتین کی خیر و عافیت کے لیے خصوصی دعاؤں کی درخواست کرتے ہوئے ان کی جانب سے حضور انور کی خدمت اقدس میں السلام علیکم کا تحفہ پیش کیا۔

اس پر حضور انور نے ان کے لیے دعائیہ کلمات ادا فرمائے نیز حاضرینِ مجلس سے آج صبح کے ناشتے کے انتظامات کے بارے میں استفسار فرمایا۔

موصوفہ نے حضور انور کی خدمت میں بیرونی عوامی سرگرمیوں کے حوالے سے احمدی خواتین کے کردار کے بارے میں راہنمائی طلب کی کہ کیا احمدی خواتین کو ایسے پروگرام منعقد کروانے یا ان کے شرکا سے خطاب کرنے کی اجازت ہے جو باہر سے ہوں؟

حضور انور نے اس ضمن میں جامع ہدایات سے نوازتے ہوئے اس بات کی توثیق فرمائی کہ احمدی خواتین کو درحقیقت بیرونی تقریبات میں شرکت کرنے کی مشروط اجازت حاصل ہے بشرطیکہ ایسی سرگرمیوں کا مقصد عوام الناس کو فائدہ پہنچانا اور اسلام احمدیت کی حقیقی تعلیمات کو عام کرنا ہو۔ حضور انور نے اس بات کی اہمیت پر زور دیا کہ اگر ایسے مواقع پر خطاب کا بھی کہا جائے تو اسلامی تعلیمات کو بیان کرنے کے لیے زیادہ موزوں یہ ہوگا کہ اسٹیج پر آنے والی خواتین بالغ نیز پختہ عمر کی تجربہ کار ہوں۔ تاہم حضور انور نے mixed-gender gatherings کے حوالے سے احتیاط برتنے کی نصیحت کرتے ہوئے تلقین فرمائی کہ اگر صرف خواتین کی تقریب ہو تو بہتر ہوگا لیکن اگر یہ mixed gathering ہو تو ہمیں اس سے احتراز کرنا چاہیے۔ حضور انور نے اس کی بابت مزید راہنمائی فرمائی کہ مَیں اس بات کو ترجیح دیتا ہوں کہ آپ خود ایسی تقریبات منعقد کریں جن میں دوسرے لوگوں اور مسلمانوں کو مدعو کیا جائے اور اس میں ان سے مخاطب ہوں۔

ایک خادم کی جانب سے سوال کیا گیا کہ مغربی ممالک میں تین یا چار سال سے بچوں کو یہ سوال پوچھتے ہیں کہ آپ لڑکی ہیں یا لڑکا؟ اگر ایک لڑکی، لڑکا ہونے کا جواب دے دے اور والدین اس کو تسلیم نہ کریں تو گورنمنٹ ان سے بچے اپنی تحویل میں لے سکتی ہے۔ حضور انور راہنمائی فرمائیں کہ کیسے ماں باپ یا مستقبل کے ماں باپ اپنے بچوں کو اس صورت حال سے بچا سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ بہتر ہے کہ گھروں میں بچوں کی تربیت کرو اور ان بچوں کو گھروں میں بتاؤ کہ دیکھو تمہیں اللہ تعالیٰ نے لڑکا پیدا کیا ہے تم لڑکے ہو۔

ماحول کے زیر اثر، اپنے سکول کے زیر اثر یا اپنے گھر کے ماحول کے زیر اثر بعض دفعہ لڑکیاں دیکھتی ہیں کہ مثلاً ایشین سوسائٹی میں ہمارے گھروں میں لڑکیوں کو کم ترجیح دیتے ہیں اور لڑکوں کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ تو لڑکیاں سمجھتی ہیں کہ میں لڑکا بن جاؤں گی تو مجھے زیادہ اہمیت مل جائے گی۔ یہ غلط طریقہ ہے۔ ماں باپ کو تو شروع سے ہی اپنی تربیت ایسی رکھنی چاہیے کہ اسلام کہتا ہے کہ لڑکے اور لڑکی دونوں کے مساوی حقوق ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا کہ اگر تین لڑکیاں کسی کے ہاں پیدا ہوں اور وہ ان کی اچھی تربیت کرے اور ان کو اچھی تعلیم دلوائے تو وہ جنت میں چلا جاتا ہے۔ تو یہ چیزیں ہیں۔ پہلے تو ماں باپ کو خود اپنے گھر سے اس کی اصلاح کرنی چاہیے۔

اب زیادہ vigilant ہونا پڑے گا، زیادہ محتاط ہونا پڑے گا کہ جو گھر کا ماحول ہے اس میں ہر ایک لڑکے کو بھی اور لڑکی کو بھی اہمیت ملے، دونوں سے برابر کے سلوک ہوں، نہ لڑکا اپنے آپ کو لڑکی سمجھے کہ لڑکی کو زیادہ اہمیت مل رہی ہے اور نہ لڑکی اپنے آپ کو لڑکا سمجھے۔

پھر یہ بتاؤ کہ اسلامی تعلیم کیا کہتی ہے۔ بچپن سے ہی ماں باپ گھر میں بتاتے رہیں۔ تو ہمارے لیے ایک بہت بڑا چیلنج اب یہ ہے کہ گھر میں ماں باپ کو زیادہ تربیت کی ضرورت ہے۔ جب یہ تربیت ہوگی تو باہر کے لوگوں کا اثر نہیں ہوگا۔

باقی تو اب یہ مذاق بن گیا ہے۔ انہوں نے یہاں بھی یہی قانون بنایا تھا، اب انہوں نے اس کے برخلاف کہنا شروع کر دیا ہے۔ پہلے یہ تھا کہ پرائمری سکول جانے والا بچہ اگر کہتا ہے کہ میں لڑکی ہوں تو بھی ماننا پڑے گا۔ لیکن اب ایجوکیشن منسٹر اور دیگر لوگوں نے بھی سوال اٹھانے شروع کیے تو انہوں نے عمر بڑھا دی ہے۔ انہوں نے کہہ دیا ہے کہ اب سیکنڈری سکول میں جا کے اختیار ہوگا، اس سے پہلے ماں باپ سے پوچھنا پڑے گا کہ آیا اس کو ہم لڑکی یا لڑکا مانیں کہ نہ مانیں، اگر ماں باپ اتفاق کریں گے تب مانا جائے گا ورنہ نہیں۔ تو یہاں یہ احساس پیدا ہو گیا ہے تو باقی یورپ میں بھی ان شاء اللہ پیدا ہو جائے گا۔ اس لیے ایک تو یہ ہے کہ گھر میں ماں باپ زیادہ توجہ دیں۔

دوسرے جو اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کو بنایا ہے وہ وہی رہ سکتا ہے۔ اگر ایک لڑکی اپنے آپ کو لڑکا کہتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کا جو تولیدی نظام بنایا ہے، نسل چلانے کا سسٹم بنایا ہے، اس میں اس کو وہ اعضاء تو نہیں مل سکتے جو لڑکے کے ہیں۔ نہ لڑکے کو رحم ملے گا، نہ وہ بچہ پیدا کر سکے گا، صرف ظاہری طور پر شکل ہی بن جائے گی یا کچھ ہارمونز دے کے اس کو اس کی شیپ دے دیں گے کہ وہ بن جائے۔

مجھے نہیں پتا کہ ڈاکٹروں نے کہاں تک ریسرچ کی ہے۔ کسی لڑکے سے کوئی آج تک بچہ نہیں پیدا کر سکا اور ہونا بھی نہیں۔ دوسروں سے جا کے بچے لیتے ہیں۔ تو یہ چیزیں دجالی چالیں ہیں، یہ دجالی چالیں اللہ تعالیٰ کے خلاف چلنے کے لیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس لیے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ تم لوگ اس قسم کی چالیں چل کے انسانی ہیئت میں تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کرو گے اور جو کرے گا وہ اس طرح جہنم میں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ آگے معاف کرنے والا ہے، وہ جہنم میں لے جاتا ہے یا نہیں یہ وہ جانتا ہے، لیکن وارننگ تو اللہ تعالیٰ نے دے دی ہے، اس لیے ہمیں بہرحال محتاط ہونا چاہیے۔

مزید برآں حضور انور نے شرکا کے کھانے کے انتظامات وغیرہ کے بارے میں دریافت فرمایا۔

ملاقات کے اختتام پر امیر صاحب بیلجیم نے شرکا کے ساتھ اجتماعی تصاویر بنوانے کی غرض سے حضور انور کی خدمت میں درخواست کی۔ حضور انور نے از راہِ شفقت اس کی اجازت مرحمت فرماتے ہوئے مردوں اور عورتوں کے ہمراہ الگ الگ گروپ فوٹوز بنوانے کا شرف بخشا نیز بچوں میں چاکلیٹ تقسیم فرمائیں۔

حضور انور نے آخر پر سب شاملین کو اللہ حافظ کہتے ہوئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اور اس طرح سے یہ ملاقات بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئی۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 22 فروری 2024ء)

اعلان نکاح: از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 21/جون 2025ء بعد نماز عصر مسجد مبارک اسلام آباد یوکے میں درج ذیل 3 نکاحوں کا اعلان فرمایا:

(1)	مکرمہ صوفیہ عباسی صاحبہ (واقفۂ نو) بنت مکرم سعد اللہ عباسی صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم ارسلان احمد صاحب (مربی سلسلہ جرمنی) ابن مکرم محمد افضل چیمہ صاحب (جرمنی)
(2)	مکرمہ نیرہ ملک صاحبہ (واقفۂ نو) بنت مکرم منور احمد ملک صاحب مرحوم (یوکے) ہمراہ مکرم ڈاکٹر ناصف احمد ورک صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم محمد آصف ورک صاحب (یوکے)
(3)	مکرمہ قرۃ العین فاطمہ صاحبہ بنت مکرم شکیل احمد صاحب مرحوم (ہالینڈ) ہمراہ مکرم ظافر احمد صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم محمد اسحاق صاحب مرحوم (یوکے)

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز طرفین کیلئے مبارک فرمائے اور نئے رشتے کے بندھن میں بندھنے والوں کو دین و دنیا کے ثمرات سے نوازے۔ آمین۔

☆......☆......☆

RAICHURI GROUP
BUILDERS & DEVELOPERS

طالب دعا
Abdul Rehman Raichuri
(Aka - Maqbool Ahmed)

RAICHURI GROUP OF COMPANIES
Raichuri Builders & Developers LLP
G M Builders & Developers
Raichuri Constructions
Our Corporate office
B Wing, Office no 007
Itkar Soc, Suresh Nagar, RTO, Andheri
West, Mumbai - 400053
Tel : 02226300634 / 9987652552
Email id :
raichuri.build.develop@gmail.com
gm.build.develop@gmail.com

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Ayenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین

سیرت خاتم النّبیین صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کا ایک روح پرور نظارہ (بقیہ)

عروہ ان روح پرور نظاروں کو دیکھ کر اور آپؐ کے ساتھ گفتگو ختم کر کے قریش کی طرف لوٹا اور جاتے ہی قریش سے کہنے لگا ’’اے لوگو! میں نے دنیا میں بہت سفر کیا ہے۔ بادشاہوں کے دربار میں شامل ہوا ہوں اور قیصر وکسریٰ اور نجاشی کے سامنے بطور وفد کے پیش ہو چکا ہوں مگر خدا کی قسم جس طرح میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابیوں کو محمد کی عزت کرتے دیکھا ہے ایسا میں نے کسی اور جگہ نہیں دیکھا۔‘‘ پھر اس نے اپنا وہ سارا مشاہدہ بیان کیا جو اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں دیکھا تھا اور آخر میں کہنے لگا میں پھر یہی مشورہ دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تجویز ایک منصفانہ تجویز ہے اسے قبول کر لینا چاہئے۔‘‘

عُروہ کی یہ گفتگو سن کر قبیلہ بنی کنانہ کے ایک رئیس نے جس کا نام حلیس بن علقمہ تھا قریش سے کہا ’’اگر آپ لوگ پسند کریں تو میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاتا ہوں۔‘‘ انہوں نے کہا ’’ہاں بے شک جاؤ۔‘‘ چنانچہ یہ شخص حدیبیہ میں آیا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دور سے آتے دیکھا تو صحابہ سے فرمایا ’’یہ شخص جو ہماری طرف آرہا ہے ایسے قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے جو قربانی کے مناظر کو پسند کرتے ہیں۔ پس فوراً اپنے قربانی کے جانوروں کو اکٹھا کر کے اس کے سامنے لاؤ تا کہ اسے پتہ لگے اور احساس پیدا ہو کہ ہم کس غرض سے آئے ہیں۔‘‘ چنانچہ صحابہ اپنے قربانی کے جانوروں کو ہنکاتے ہوئے اور تکبیروں کی آواز بلند کرتے ہوئے اس کے سامنے جمع ہو گئے۔ جب اس نے یہ نظارہ دیکھا تو کہنے لگا ’’سبحان اللہ سبحان اللہ یہ تو حاجی لوگ ہیں۔ انہیں بیت اللہ کے طواف سے کسی طرح روکا نہیں جاسکتا۔‘‘ چنانچہ وہ جلدی ہی قریش کی طرف واپس لوٹ گیا اور قریش سے کہنے لگا ’’میں نے دیکھا ہے کہ مسلمانوں نے اپنے جانوروں کے گلے میں قربانی کے ہار باندھ رکھے ہیں اور ان پر قربانی کے نشان لگائے ہوئے ہیں۔ پس یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ انہیں طواف کعبہ سے روکا جائے۔‘‘

قریش میں اس وقت ایک سخت انتشار کی کیفیت پیدا ہو رہی تھی اور لوگوں کی دو پارٹیاں بن گئی تھیں۔ ایک پارٹی بہر صورت مسلمانوں کو واپس لوٹانے پر مصر تھی اور مقابلہ کے خیالات پر سختی سے قائم تھی۔ مگر دوسری پارٹی اسے اپنی قدیم مذہبی روایات کے خلاف پا کر خوف زدہ ہو رہی تھی اور کسی باعزت سمجھوتہ کی متمنی تھی اس لئے فیصلہ معلّق چلا جا رہا تھا۔ اس موقع پر ایک اور عربی رئیس مکرز بن حفص نامی نے قریش سے کہا ’’مجھے جانے دو میں کوئی فیصلہ کی راہ نکالوں گا۔‘‘ قریش نے کہا ’’اچھا تم بھی کوشش کر کے دیکھ لو۔‘‘ چنانچہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دور سے آتے دیکھا تو فرمایا خدا خیر کرے یہ آدمی تو اچھا نہیں۔ بہر حال مکرز آپؐ کے پاس آیا اور گفتگو کرنے لگا۔ مگر ابھی وہ بات کر ہی رہا تھا کہ مکہ کا ایک نامور رئیس سہیل بن عمرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جسے غالباً قریش نے اپنی گھبراہٹ میں مکرز کی واپسی کا انتظار کرنے کے بغیر بھجوا دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل کو آتے دیکھا تو فرمایا یہ سہیل آتا ہے۔ اب خدا نے چاہا تو معاملہ آسان ہو جائے گا۔

کفّار مکّہ کی فتنہ انگیزی

اس موقع پر ایک ضمنی مگر اہم واقعہ کا ذکر ضروری ہے۔ وہ یہ کہ جب قریش کی طرف سے پے در پے سفیر آنے شروع ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ محسوس کر کے کہ آپؐ کی طرف سے بھی کوئی فہمیدہ شخص قریش کی طرف جانا چاہئے جو انہیں ہمدردی اور دانائی کے ساتھ مسلمانوں کا زاویہ نظر سمجھا سکے ایک شخص خراش بن امیّہ کو اس کام کے لئے چنا جو قبیلہ خزاعہ سے تعلق رکھتا تھا۔ یعنی وہی قبیلہ جس سے قریش کے سب سے پہلے سفیر بدیل بن ورقا کا تعلق تھا اور اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خراش کو سواری کے لئے خود اپنا ایک اونٹ عطا فرمایا۔ خراش قریش کے پاس گیا مگر چونکہ ابھی یہ گفتگو کا ابتدائی مرحلہ تھا اور نوجوانانِ قریش بہت جوش میں تھے ایک جوشیلے نوجوان عکرمہ بن ابوجہل نے خراش کے اونٹ پر حملہ کر کے اسے زخمی کر دیا جس کے عربی دستور کے مطابق یہ معنی تھے کہ ہم تمہاری نقل وحرکت کو جبراً روکتے ہیں۔ علاوہ ازیں قریش کی یہ جوشیلی پارٹی خود خراش پر بھی حملہ کرنا چاہتی تھی مگر بڑے بوڑھوں نے بیچ بچاؤ کر کے اس کی جان بچائی اور وہ اسلامی کیمپ میں واپس آ گیا۔

قریش مکہ نے اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ اپنے جوش میں اندھے ہو کر اس بات کا بھی ارادہ کیا کہ اب جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ مکہ سے اس قدر قریب اور مدینہ سے اتنی دور آئے ہوئے ہیں تو ان پر حملہ کر کے جہاں تک ممکن ہو نقصان پہنچایا جائے۔ چنانچہ اس غرض کے لئے انہوں نے چالیس پچاس آدمیوں کی ایک پارٹی حدیبیہ کی طرف روانہ کی اور اس گفت وشنید کے پردے میں جو اس وقت فریقین میں جاری تھی ان لوگوں کو ہدایت دی کہ اسلامی کیمپ کے ارد گرد گھومتے ہوئے تاک میں رہیں اور موقع پا کر مسلمانوں کا نقصان کرتے رہیں بلکہ بعض روایتوں سے یہاں تک پتہ لگتا ہے کہ یہ لوگ تعداد میں اسّی تھے اور اس موقع پر قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی بھی سازش کی تھی۔ مگر بہرحال خدا کے فضل سے مسلمان اپنی جگہ ہوشیار تھے۔ چنانچہ قریش کی اس سازش کا راز کھل گیا اور یہ لوگ سب کے سب گرفتار کر لئے گئے۔ مسلمانوں کو اہل مکہ کی اس حرکت پر جو اُشہر حرم میں اور پھر گویا حرم کے علاقہ میں کی گئی سخت طیش تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو معاف فرما دیا اور مصالحت کی گفتگو میں روک نہ پیدا ہونے دی۔ اہل مکہ کی اس حرکت کا قرآن شریف نے بھی ذکر کیا ہے چنانچہ فرماتا ہے:

هُوَالَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَیْهِمْ۔

یعنی ’’خدا نے اپنے فضل سے کفار کے ہاتھوں کو مکہ کی وادی میں تم سے روک کر رکھا اور تمہاری حفاظت کی اور پھر جب تم نے ان لوگوں پر غلبہ پالیا اور انہیں اپنے قابو میں کر لیا تو خدا نے تمہارے ہاتھوں کو ان سے روک کر رکھا۔‘‘

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 757 تا 760، مطبوعہ قادیان 2006)

❁❁❁

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 01

اے میرے بندو نہ صرف اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ بلکہ اپنے اہل وعیال کو بھی آگ سے بچاؤ۔ تمہارا صرف اپنے آپ کو آگ سے بچا لینا کافی نہیں بلکہ دوسروں کو بچانا بھی ضروری ہے کیونکہ اگر دوسرا نہیں بچے گا تو وہ تمھیں بھی لے ڈوبے گا۔

مگر یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ نماز کی پابندی کئی رنگ کی ہوتی ہے۔ سب سے پہلا درجہ جس سے اتر کر اور کوئی درجہ نہیں یہ ہے کہ انسان بالالتزام پانچوں وقت کی نمازیں پڑھے۔ جو مسلمان پانچ وقت کی نمازیں پڑھتا ہے اور اُس میں کبھی ناغہ نہیں کرتا وہ ایمان کا سب سے چھوٹا درجہ حاصل کرتا ہے۔ دوسرا درجہ نماز کا یہ ہے کہ پانچوں نمازیں وقت پر ادا کی جائیں جب کوئی مسلمان پانچوں نمازیں وقت پر ادا کرتا ہے تو وہ ایمان کی دوسری سیڑھی پر قدم رکھ لیتا ہے۔ پھر تیسرا درجہ یہ ہے کہ نماز باجماعت ادا کی جائے۔ باجماعت نماز کی ادائیگی سے انسان ایمان کی تیسری سیڑھی پر چڑھ جاتا ہے۔ پھر چوتھا درجہ یہ ہے کہ نماز کے مطالب کو سمجھ کر ادا کرے۔ جو شخص ترجمہ نہیں جانتا وہ ترجمہ سیکھ کر نماز پڑھے اور جو ترجمہ جانتا ہو وہ ٹھہر ٹھہر کر نماز کو ادا کرے یہاں تک کہ وہ سمجھ لے کہ میں نے نماز کو کما حقہٗ ادا کیا ہے۔ پھر پانچواں درجہ نماز کا یہ ہے کہ انسان نماز میں پوری محویّت حاصل کرے اور جس طرح غوطہ زن سمندر میں غوطہ لگاتے ہیں اسی طرح وہ بھی نماز کے اندر غوطہ مارے یہاں تک کہ وہ دو میں سے ایک مقام حاصل کر لے۔ یا تو یہ کہ وہ خدا کو دیکھ رہا ہو اور یا یہ کہ وہ اس یقین کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو کہ خدا تعالیٰ اُسے دیکھ رہا ہے۔ اس مؤخر الذکر حالت کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی اندھا بچہ اپنی ماں کی گود میں بیٹھا ہو۔ اپنی ماں کی گود میں بیٹھے ہوئے اُس بیٹے کو بھی تسلّی ہوتی ہے جو بینا ہو اور اپنی ماں کو دیکھ رہا ہو مگر ماں کی گود میں بیٹھے ہوئے اُس بیٹے کو بھی تسلی ہوتی ہے جو نابینا ہو۔ اس خیال سے کہ گو وہ اپنی نابینائی کی وجہ سے ماں کو نہیں دیکھ رہا مگر اُس کی ماں اُسے دیکھ رہی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نماز پڑھتے وقت بندے کو ان دو میں سے ایک مقام ضرور حاصل ہونا چاہئے۔ یا تو یہ کہ وہ خدا کو دیکھ رہا ہو اور یا یہ کہ اس کا دل اس یقین سے لبریز ہو کہ خدا تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ یہ ایمان کا پانچواں مقام ہے اور اس مقام پر بندے کے فرائض پورے ہو جاتے ہیں۔ مگر جس بامِ رفعت پر اُسے پہنچنا چاہئے اس پر ابھی نہیں پہنچتا۔ (باقی)

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 134 تا 136، مطبوعہ قادیان 2010)

❁❁❁

سالانہ اجتماعات ذیلی تنظیمات 2025ء

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال تینوں ذیلی تنظیمات مجلس خدام الاحمدیہ بھارت، مجلس انصاراللہ بھارت اور لجنہ اماء اللہ بھارت کے قادیان دارالامان میں سالانہ مرکزی اجتماعات کے لئے مورخہ 24، 25، 26 اکتوبر 2025ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کی تاریخوں کی ازراہِ شفقت منظوری عنایت فرمائی ہے۔ احباب اس کے مطابق دعاؤں کے ساتھ ان اجتماعات میں شمولیت کی ہر ممکن کوشش کریں۔

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

GRIP HOME
PROPERTY MANAGEMENT

Mohammed Anwarullah
Managing Partner
+91-9980932695

#4, Delhi Naranappa Street
R.S. Palya, Kammanahalli
Main Road, Bangalore - 560033
E-Mail : anwar@griphome.com
www.griphome.com

تذکارِ مہدی

سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی سیرت طیبہ سے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی روایات

مرتبہ مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

خاندان کے اعزازات

ہمارے پاس وہ کاغذات موجود ہیں جن میں گورنمنٹ نے ہمارے خاندان کی خدمات کا اعتراف کیا اور یہ وعدہ کیا ہوا ہے کہ اس خاندان کو وہی اعزاز دیا جائے گا جو اسے پہلے حاصل تھا۔ ہمارے پڑدادا کو ہفت ہزاری کا درجہ ملا ہوا تھا جو مغلیہ سلطنت میں صرف شہزادوں کو ملا کرتا تھا پھر عضدالدولہ کا خطاب حاصل تھا۔ یعنی حکومت مغلیہ کا بازو مگر ہم نے کبھی گورنمنٹ کے سامنے ان کاغذات کو پیش نہیں کیا۔

(الفضل 23 اکتوبر 1934ء جلد 22 نمبر 50 صفحہ 3)

حکومت کی طرف سے اعزاز دینے کی پیشکش

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی کہا گیا اور دو دفعہ مجھے بھی کہلایا گیا کہ کیا حکومت اگر کوئی خطاب دے تو اسے قبول کر لیا جائے گا۔ میں نے کہا اگر حکومت ایسا کرے گی تو وہ میری ہتک کرے گی۔ ہمیں خدا تعالیٰ سے جو کچھ مل چکا ہے اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے اور اس سے بڑھ کر حکومت کیا دے سکتی ہے۔ اپنے متعلق خطاب کا ذکر تو الگ رہا، اگر جماعت احمدیہ کا کوئی شخص بھی خطاب کے متعلق کچھ پوچھتا ہے تو میں اسے یہی کہتا ہوں کہ مجھے تو انسانی خطاب سے گھن آتی ہے۔ احمدی کہلانے سے بڑا خطاب اور کیا ہو سکتا ہے۔

(حالات حاضرہ کے متعلق جماعت احمدیہ کو اہم ہدایات، انوار العلوم جلد 13 صفحہ 512)

خاندان کی جنگی تاریخ

ہمارے خاندان کی تاریخ جنگی تاریخ ہے اور اب بھی ہمارا فوج کے ساتھ تعلق ہے۔ میں نے خود مرزا شریف احمد صاحبؓ کو فوج میں داخل کرایا ہے اور اب ان کا لڑکا فوج میں شامل ہو رہا ہے۔ ہمارے تایا صاحب نے غدر کے موقعہ پر جنگ میں نمایاں حصہ لیا۔ ہمارے دادا فوجی جرنیل تھے۔ دلّی کے بادشاہوں کی چٹھیاں ہمارے پاس محفوظ ہیں جن میں اس امر کا اعتراف ہے کہ ہمارا خاندان ہی تھا جس نے سکھوں کے زمانہ میں اسلام کی حفاظت کے لئے قربانیاں کیں۔”

(الفضل 30 جولائی 1937ء جلد 25 نمبر 175 صفحہ 8)

براہین احمدیہ اور مولوی چراغ علی صاحب حیدرآبادی

آج کل تو ”زمیندار“ اور ”احسان“ وغیرہ مخالف اخبارات یہ بھی لکھتے رہتے ہیں کہ کوئی مولوی چراغ علی صاحب حیدرآبادی تھے وہ آپؑ کو یہ مضامین لکھ کر بھیجا کرتے تھے۔ جب تک اُن کی طرف سے مضامین کا سلسلہ جاری رہا آپؑ بھی کتاب لکھتے رہے مگر جب انہوں نے مضمون بھیجنے بند کر دیئے تو آپؑ کی کتاب بھی ختم ہوگئی۔ گو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ مولوی چراغ علی صاحب کو کیا ہو گیا کہ اُنہیں جو اچھا نکتہ سُوجھتا وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لکھ کر بھیج دیتے اور اِدھر اُدھر کی معمولی باتیں اپنے پاس رکھتے۔ آخر مولوی چراغ علی صاحب مصنّف ہیں۔ براہین احمدیہ کے مقابلہ میں اُن کی کتابیں رکھ کر دیکھ لیا جائے کہ آیا کوئی بھی ان میں نسبت ہے؟ پھر وجہ کیا ہے کہ دوسرے کو تو ایسا مضمون لکھ کر دے سکتے تھے جس کی کوئی نظیر ہی نہیں ملتی اور جب اپنے نام پر کوئی مضمون شائع کرنا چاہتے تو اُس میں وہ بات ہی پیدا نہ ہوتی۔ پس اوّل تو انہیں ضرورت ہی کیا تھی کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مضمون لکھ لکھ کر بھیجتے؟ اور اگر بھیجتے تو عُمدہ چیز اپنے پاس رکھتے اور معمولی چیز دوسرے کو دے دیتے۔ جیسے ذوقؔ کے متعلق سب جانتے ہیں کہ وہ ظفرؔ کو نظمیں لکھ لکھ کر دیا کرتے تھے۔ مگر ”دیوانِ ذوق“ اور ”دیوانِ ظفر“ آجکل دونوں پائے جاتے ہیں۔ انہیں دیکھ کر صاف نظر آتا ہے کہ ذوقؔ کے کلام میں جو فصاحت اور بلاغت ہے وہ ظفرؔ کے کلام میں نہیں۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ ظفرؔ کو کوئی چیز دیتے بھی تھے تو اپنی بچی ہوئی دیتے تھے اعلیٰ چیز نہیں دیتے تھے حالانکہ ظفر بادشاہ تھا غرض ہر معمولی عقل والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ اگر مولوی چراغ علی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مضامین بھیجا کرتے تھے تو انہیں چاہئے تھا کہ معرفت کے عمدہ عمدہ نکتے اپنے پاس رکھتے اور معمولی علم کی باتیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لکھ کر بھیجتے۔ مگر مولوی چراغ علی صاحب کی کتابیں بھی موجود ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں بھی۔ انہیں ایک دوسرے کے مقابلہ میں رکھ کر دیکھ لو کوئی بھی ان میں نسبت ہے؟ انہوں نے تو اپنی کتابوں میں صرف بائیبل کے حوالے جمع کئے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کے وہ معارف پیش کئے ہیں جو تیرہ سَو سال میں کسی مسلمان کو نہیں سُوجھے اور اِن معارف اور علوم کا سینکڑواں بلکہ ہزارواں حصہ بھی ان کی کتابوں میں نہیں۔“

(فضائل القرآن (2)، انوار العلوم جلد 14 صفحہ 350)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت

1889ء میں پیدا ہوا۔ 1898ء میں مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی۔ گو بوجہ احمدیت کی پیدائش کے میں پیدائش سے ہی احمدی تھا مگر یہ بیعت گویا میرے احساس قلبی کے دریا کے اندر حرکت پیدا ہونے کی علامت تھی۔

(یادِ ایام، انوار العلوم جلد 8 صفحہ 365)

دعاؤں کی عادت

خدا کا فرستادہ مسیح موعود علیہ السلام جسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ اُجِیْبُ کُلَّ دُعَائِكَ اِلَّا فِي شُرَكَائِكَ ۔جس سے وعدہ تھا کہ میں تیری سب دعائیں قبول کروں گا، سوائے ان کے جو شرکاء کے متعلق ہوں۔ وہ ہنری مارٹن کلارک والے مقدمہ کے موقع پر مجھے جس کی عمر صرف 9 سال کی تھی دعا کے لئے کہتا ہے۔ گھر کے نوکروں اور نوکرانیوں کو کہتا ہے کہ دعائیں کرو۔ پس جب وہ شخص جس کی سب دعائیں قبول کرنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہوا تھا، دوسروں سے دعائیں کرانا ضروری سمجھتا ہے اور اس میں اپنی ہتک نہیں سمجھتا تو ایک ڈاکٹر کا دوسرے ڈاکٹر سے مشورہ کرنا، کس طرح ہتک کا موجب ہو سکتا ہے۔

پس دیانت، ایمان اور دین کے لحاظ سے ایک معالج کا فرض ہے کہ جب حالت خطرناک دیکھے تو مشورہ دے کہ کسی اور کو بلا لیا جائے۔

(خطبات محمود جلد 14 صفحہ 132-131)

(تذکار مہدی صفحہ 74 تا 78، ایڈیشن 2020، یوکے)

✡✡✡✡

نور ہسپتال قادیان کے لئے ایک سافٹ ویئر انجینئر کی ضرورت ہے

مطلوبہ کوائف/تعلیمی قابلیت/تجربہ

(1) اُمیدوار کمپیوٹر کے میدان میں کم از کم UG/PG کی ڈگری رکھتا ہو۔

(2) ہنگامی حالت میں کمپیوٹر کے مسائل خود حل کرنے کے لئے Coding and Syntax + Semantics کا بخوبی علم رکھتا ہو۔

(3) Coding and Software Development میں کم از کم دو سالہ تجربہ ہو۔

(4) اُمیدوار کی عمر 30 سال سے زائد نہ ہو۔ (استثنائی صورت پر غور کیا جا سکتا ہے)

(5) اُمیدوار صحت مند ہو۔ دینی و اخلاقی حالت اچھی ہو۔ مہذب ہو، مریضوں اور کام کرنے والوں کے ساتھ حِلم کا رویہ رکھتا ہو۔

ضروری ہدایات

(1) ہفت روزہ اخبار بدر میں شائع آخری اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہوں گی انہیں پر غور ہوگا۔

(2) خواہشمند اُمیدوار اپنی درخواستیں مطبوعہ فارم پر اپنے ضلع امیر/ مقامی امیر/ صدر جماعت/ مبلغ انچارج کے تصدیقی دستخط مع مہر کے ساتھ ارسال کریں۔

(3) انٹرویو میں کامیابی کی صورت میں اُمیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی اُمیدوار خدمت کا اہل ہوگا جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوگا۔

(4) سفرخرچ قادیان آمدورفت واخراجات میڈیکل سرٹیفکیٹ اُمیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے۔

(5) بوقتِ انٹرویو اپنی اصل تعلیمی سندات اپنے ہمراہ لانا ضروری ہوگا۔

نوٹ: انٹرویو کی تاریخ سے اُمیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائے گا۔

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان، گورداسپور پنجاب۔ پن کوڈ:143516

موبائل:9682587713,9888232530,9682627592

دفتر: 01872-501130

Email:diwan@qadian.in

درخواست دُعا

خاکسار کی اہلیہ مکرمہ بشریٰ بیگم صاحبہ آف کوٹلی کالابن راجوری صوبہ جموں کشمیر کی طبیعت نہایت تشویشناک ہے۔ آکسیجن کی کافی کمی ہوگئی ہے، آئی سی یُو میں چار دن سے ایڈمٹ ہیں معجزانہ شفایابی کے لئے دعا کی دردمندانہ درخواست ہے۔

(صادق احمد بھٹی صدر جماعت کالابن)

نبی اکرم ﷺ نے جنگ کی حالت میں بھی امانت کا حق ادا فرمایا اور صحابہ کو بھی ہر حال میں امانت و دیانت کی تلقین کی

نبی اکرم ﷺ نے خیبر کے موقع پر حضرت جعفر بن ابی طالب کے حبشہ واپس پہنچنے پر فرمایا:

مَا أَدْرِيْ بِأَيِّهِمَا أَنَا أُسَرُّ: بِفَتْحِ خَيْبَرَ، أَمْ بِقُدُوْمِ جَعْفَرٍ

کہ معلوم نہیں کہ ان دونوں باتوں میں سے مَیں کس بات پر زیادہ خوش ہوں خیبر کی فتح پر یا جعفر کے آنے پر

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 04/اپریل 2025 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: نبی اکرم ﷺ نے خیبر کے موقع پر مہاجرین حبشہ کے واپس پہنچنے پر کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے خیبر کے موقع پر مہاجرین حبشہ کے واپس پہنچنے پر فرمایا: مَا أَدْرِيْ بِأَيِّهِمَا أَنَا أُسَرُّ: بِفَتْحِ خَيْبَرَ، أَمْ بِقُدُوْمِ جَعْفَرٍ کہ معلوم نہیں کہ ان دونوں باتوں میں سے مَیں کس بات پر زیادہ خوش ہوں خیبر کی فتح ہونے پر یا جعفر کے آنے پر۔

سوال: رسول کریم ﷺ نے شہید ہونے والے ایک حبشی غلام کی بابت کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آپؐ نے شہید ہونے والے ایک حبشی غلام کی بابت فرمایا: اللہ نے تیرے چہرے کو خوبصورت بنا دیا اور تیری بدبو کو خوشبودار بنا دیا اور تیرے مال کو زیادہ کر دیا۔

سوال: خیبر کی فتح کی خوشی کے ساتھ رسول کریم ﷺ کیلئے کون سی خوشی کی بات ہوئی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: خیبر کی فتح کی خوشی کے ساتھ ہی انہی دنوں میں آنحضرت ﷺ کے لیے ایک اَور خوشی کی بات ہوئی جس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں بیان نہیں کرسکتا کہ مجھے خیبر کی فتح کی زیادہ خوشی ہوئی یا اس بات کی اور وہ تھی حضرت جعفرؓ کی مہاجرین حبشہ کے ساتھ حبشہ سے واپسی۔

سوال: صلح حدیبیہ کے بعد نبی اکرم ﷺ نے حضرت عَمرو بن اُمَیّہ ضَمْرِیؓ کو نجاشی کی طرف جو خط لیکر بھیجا تھا اس میں کیا لکھا تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: صلح حدیبیہ کے بعد نبی اکرم ﷺ نے حضرت عَمرو بن اُمَیّہ ضَمْرِیؓ کو نجاشی کی طرف ایک خط دے کر حبشہ بھیجا جس میں لکھا تھا کہ اب جتنے مہاجر مسلمان وہاں رہ گئے ہیں ان کو مدینہ میرے پاس بھیج دیا جائے۔

سوال: کیا محمد ﷺ نے (نعوذ باللہ) اموالِ غنیمت حاصل کرنے کے لیے جنگیں کیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: وہ لوگ جو اعتراض کرتے ہیں کہ محمد ﷺ نے اموالِ غنیمت حاصل کرنے کے لیے جنگیں کیں۔ اور خاص طور پر خیبر کے حوالے سے بھی یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہود کے اموال پر ناجائز قابض ہونے کے لیے یہ ظلم کیے گئے تھے۔ اگر یہ بات درست ہوتی تو عین جنگ کی حالت میں دشمن کی بکریوں کا ایک ریوڑ اور خیبر میں صحابہ کی بھوک سے جو حالت تھی کہ بھوک سے نڈھال ہو رہے تھے۔ کھانے کو کچھ نہیں تھا تو یہ بکریاں تو مفت کا مالِ غنیمت تھا۔ استعمال کر سکتے تھے لیکن نبی اکرم ﷺ نے جنگ کی حالت میں بھی امانت کا حق ادا کرتے ہوئے بکریاں واپس کرنے کا ارشاد فرمایا۔

سوال: رسول کریم ﷺ نے خیبر کے موقع پر کس کا گوشت منع فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: خیبر کے موقع پر بعض فقہی مسائل کا بھی ذکر ملتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرما دیا۔

سوال: خیبر کے اموالِ غنیمت اور اس کی تقسیم کے بارے میں حضرت ابوہریرہؓ نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: خیبر کے اموالِ غنیمت اور اس کی تقسیم کے بارے میں ایک روایت ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف چلے اور غنیمت میں ہم کو سونا اور چاندی نہ ملا۔ صرف اونٹ، مویشی، سامان اور باغات ملے اور ایک روایت میں ہے کہ اموال کپڑے اور سامان تھے۔

سوال: فدک والوں نے آنحضرت ﷺ سے کس بات پر صلح کی تھی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: فدک والوں نے اس بات پر آنحضرت ﷺ سے صلح کی تھی کہ آدھی زمینیں ان کے لیے چھوڑ کر باقی آدھی آنحضرت ﷺ لے لیں۔ چونکہ یہ بستی بغیر جنگ کے حاصل ہوئی تھی۔ لہٰذا یہ آنحضرت ﷺ کے حق میں فَے کا مال تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ فدک کی آمد میں سے خرچ کیا کرتے تھے۔

سوال: صرف چند قلعوں سے ملنے والا جو اسلحہ تھا اس کی کیا تفصیل حضور انور نے بیان فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: صرف چند قلعوں سے ملنے والا جو اسلحہ تھا اس کی تفصیل یہ ہے جس میں ایک ہزار نیزے، چار سو تلواریں اور پانچ سو کمانیں ملیں۔

سوال: تورات کے صحیفے یہودیوں کو واپس کرنے کے بارے میں کیا ذکر ملتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: تورات کے صحیفے یہودیوں کو واپس کرنے کا ذکر بھی ملتا ہے۔ خیبر کے قلعوں سے جب مال غنیمت اکٹھا کیا گیا تو اس میں تورات کے کچھ صحائف بھی ملے۔ یہود نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی واپسی کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے بحفاظت ان کے صحائف واپس کرنے کا حکم دیا۔ جو تورات لکھی ہوئی تھی اُسے واپس کر دیا۔

سوال: خیبر سے واپسی پر غزوۂ وادی القریٰ کا کیا ذکر ملتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: خیبر سے واپسی پر غزوۂ وادی القُریٰ کا بھی ذکر ملتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فتح خیبر کے بعد چند دن وہاں قیام کیا۔ پھر آپؐ اسلامی لشکر کے ساتھ واپسی کے لیے روانہ ہوئے تو وادی القریٰ میں یہود سے مقابلہ ہوا۔ تَیماء اور خیبر کے درمیان ایک وادی ہے جس میں بہت سی بستیاں آباد ہیں۔ اس کو وادی القریٰ کہتے ہیں۔ قدیم زمانے میں عاد اور ثمود یہاں آباد تھے۔ یہ دو قومیں ہیں جن کا ذکر قرآن شریف میں بھی ملتا ہے۔ یہ قومیں آباد تھیں۔ اسلام سے پہلے یہود ان بستیوں میں آ کر آباد ہوئے اور زراعت اور آب رسانی کو بہت ترقی دی اور یہود کا یہ ایک مرکز بن گیا۔

سوال: رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو کس طرح تقسیم کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: بُشَیر بن یَسَار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو مجموعی طور پر چھتیس حصوں میں تقسیم فرمایا۔ آپؐ نے ان میں سے نصف یعنی اٹھارہ حصے مسلمانوں کے لیے محفوظ فرمائے جن میں سے ہر ایک سو حصوں پر مشتمل تھا یعنی ایک ہزار آٹھ سو حصے تھے۔ نبی ﷺ کا بھی ایک حصہ ان میں سے کسی ایک حصے کی طرح تھا یعنی آنحضرت ﷺ کا اپنا حصہ بھی ان کے برابر ہی تھا جتنا باقیوں کا تھا۔

سوال: خیبر کے اموال غنیمت کن لوگوں کو تقسیم کئے گئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: خیبر کے اموالِ غنیمت عمومی طور پر صرف انہی لوگوں میں تقسیم کیے گئے جو صلح حدیبیہ میں حاضر تھے۔ البتہ استثنائی طور پر ان کے علاوہ حضرت جابر بن عبداللہ بن عمروؓ کو حصہ دیا گیا۔ اور اسی طرح حبشہ سے واپس آنے والے اور حضرت ابوہریرہؓ وغیرہ کچھ اور لوگوں کو بھی مال غنیمت میں سے دیا گیا۔

سوال: فدک مدینہ سے کتنی مسافت پر ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اہل فَدَک کی رسول اللہ ﷺ سے مصالحت کا بھی ذکر ہے۔ فَدَک مدینہ سے چھ رات کی مسافت پر خیبر کے قریب واقع ہے۔

۞۞۞

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کے بغیر روزہ رکھنے سے منع فرمایا

رسول کریم ﷺ کرب کے وقت میں یہ دعا کیا کرتے تھے :

کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جو سب سے بڑا اور بردبار ہے، کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جو عرش عظیم کا ربّ ہے

کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جو آسمانوں اور زمین کو پالنے والا ہے اور عرش کریم کا ربّ ہے

میں اس لئے بھیجا گیا ہوں تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 08 دسمبر 2006 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رب العالمین کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: ربُّ العالمین کیسا جامع کلمہ ہے اگر ثابت ہو کہ اجرام فلکی میں آبادیاں ہیں تب بھی وہ آبادیاں اس کلمہ کے نیچے آئیں گی اور یہ کہہ کر حقیقت سے ہمیں خبر دے دی کہ وہ ربُّ العالمین ہے یعنی جہاں تک آبادیاں ہیں اور جہاں تک کسی قسم کی مخلوق کا وجود موجود ہے خواہ اجسام خواہ ارواح ان سب کا پیدا کرنے والا اور پرورش کرنے والا خدا ہے جو ہر وقت ان کی پرورش کرتا اور ان کے مناسب حال ان کا انتظام کر رہا ہے اور تمام عالموں پر ہر وقت، ہر دم اس کا سلسلۂ ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت اور جزا سزا کا جاری ہے۔

سوال: ربّ العالمین کی صفت کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ربّ العالمین کی صفت نے کس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نمونہ دکھایا۔ آپؐ نے عین ضعف میں پرورش پائی۔ کوئی موقع مدرسہ، مکتب نہ تھا جہاں آپؐ اپنے روحانی اور دینی قویٰ کو نشوونما دے سکتے۔ کبھی کسی تعلیم یافتہ قوم سے ملنے کا موقع ہی نہ ملا۔ نہ کسی موٹی سوٹی تعلیم کا ہی موقع پایا اور نہ فلسفہ کے باریک اور دقیق علوم کے حاصل کرنے کی فرصت ملی۔ پھر دیکھو کہ باوجود ایسے مواقع کے نہ ملنے کے قرآن شریف ایک ایسی نعمت آپؐ کو دی گئی جس کے علوم عالیہ اور حقہ کے سامنے کسی اور علم کی ہستی ہی کچھ نہیں۔ جو انسان ذرا سی سمجھ اور فکر کے ساتھ قرآن کریم کو پڑھے گا اس کو معلوم ہو جاوے گا کہ دنیا کے تمام فلسفے اور علوم اس کے سامنے ہیچ ہیں اور سب حکیم اور فلاسفر اس سے بہت پیچھے رہ گئے۔

سوال: نبی کریم ﷺ کو خدا تعالیٰ کس طرح کی استعدادیں عطا فرمائی تھیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کے بغیر روزہ رکھنے سے منع فرمایا تو مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ تو سحری کے بغیر روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم میں سے کون میری مانند ہے، میرا ربّ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ بعض مواقع ایسے آتے ہوں گے کہ بھوک کا احساس اس طرح نہیں ہوتا۔ مگر جب لوگ سحری کے بغیر روزے سے باز نہ آئے تو آپ نے ایک دن ان کے ساتھ سحری کے بغیر روزہ رکھا، پھر ایک اور روزہ رکھا، پھر جب لوگوں نے چاند دیکھا تو حضورؐ نے فرمایا اگر چاند نظر نہ آتا تو مَیں کئی دن تک تمہارے لئے اسی طرح روزہ رکھتا جاتا۔ گویا ان لوگوں کے باز نہ آنے کی وجہ سے سزا کے طور پر اور یہ بتانے کے لئے فرمایا کہ تمہاری استعدادیں میرے برابر نہیں ہوسکتیں، مَیں تو اللہ کا نبی ہوں۔

سوال: جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 6 ماہ مسلسل روزے رکھے اس دوران آپ پر کیا کیا مکاشفات ہوئے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: اس دوران مجھ پر عجیب عجیب مکاشفات کھلے۔ کئی سابقہ انبیاء اور اولیاء سے ملاقاتیں ہوئیں۔ عین بیداری کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت حسینؓ، حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کو دیکھا جب مَیں نے چھ ماہ کے روزے رکھے تو ایک طائفہ، ایک وفد انبیاء کا مجھے ملا اور انہوں نے کہا کہ تم نے کیوں اپنے نفس کو مشقت میں ڈالا ہوا ہے اس سے باہر نکل جب اس طرح انسان اپنے آپ کو خدا کی راہ میں مشقت میں ڈالتا ہے تو وہ ماں باپ کی طرح رحم کرکے اسے کہتا ہے کہ تو کیوں مشقت میں پڑا ہے۔

سوال: خدا تعالیٰ کی صفت ربوبیت کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: خدا کی ربوبیت یعنی نوع انسان اور غیر انسان کا مربی بننا اور ادنیٰ سے ادنیٰ جانور کو بھی اپنی مربیانہ سیرت سے بے بہرہ نہ رکھنا یہ ایک ایسا امر ہے اگر ایک خدا کی عبادت کا دعویٰ کرنے والا خدا کی اس صفت کو محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کو پسند کرتا ہے، یہاں تک کہ کمال محبت سے اس الٰہی سیرت کا پرستار بن جاتا ہے تو ضروری ہوتا ہے کہ وہ آپ بھی اس صفت اور سیرت کو اپنے اندر حاصل کرلے تاکہ اپنے محب کے رنگ میں آجائے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی صفات اختیار کرنے سے بندہ بندہ ہی رہتا ہے خدا نہیں بن جاتا اس تعلق سے حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واضح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات اختیار کرنے کے بعد یا ایسا کام کرنے کے بعد جو اللہ تعالیٰ کی صفت بھی ہے ایک بندہ، بندہ ہی رہتا ہے اور ربّ کے برابر نہیں پہنچ سکتا۔ بعض دفعہ بعض لوگوں کو خیال ہوتا ہے کہ ہم جن کی ضروریات پوری کررہے ہیں شاید ان کے ربّ بن گئے ہیں۔ وہ بہرحال بندہ ہے پس ایک تو یہ کہ اس کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نرمی کا سلوک کرنا چاہئے، دوسرے آپ نے اس حد تک احتیاط کی کہ فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے غلام کو بھی عَبْدِیْ یعنی اے میرے بندے، کہہ کر نہ پکارے کیونکہ تم سب اللہ کے بندے ہو بلکہ یہ کہے کہ اے میرے غلام اور نہ ہی کوئی غلام اپنے مالک کو رَبِّیْ یعنی میرے ربّ کہے بلکہ وہ سیّدی یعنی اے میرے آقا کہہ کر پکارے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آنے کا کیا مقصد بیان فرمایا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: مَیں اس لئے بھیجا گیا ہوں تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کرکے دکھلاؤں۔

سوال: خدا کی شناخت کس سے کی جاسکتی ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا کا شناخت کرنا نبی کے شناخت کرنے سے وابستہ ہے نبی خدا کی صورت دیکھنے کا آئینہ ہوتا ہے۔

سوال: حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کون سی الہامی دعا کا ذکر کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایک الہامی دعا کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: پہلے اس سے چند مرتبہ الہامی طور پر خدائے تعالیٰ نے اس عاجز کی زبان پر یہ دعا جاری کی تھی کہ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُبَارَکًا حَیْثُمَا کُنْتُ یعنی اے میرے ربّ مجھے ایسا مبارک کر کہ ہر جگہ مَیں بودوباش کروں برکت میرے ساتھ رہے۔ پھر خدا نے اپنے لطف و احسان سے وہی دعا کہ جو آپ ہی فرمائی تھی قبول فرمائی اور یہ عجیب بندہ نوازی ہے کہ اوّل آپ ہی الہامی طور پر زبان پر سوال جاری کرنا اور پھر یہ کہنا کہ یہ تیرا سوال منظور کیا گیا ہے۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرب کے وقت کون سی دعا کرتے تھے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کرب کے وقت میں یہ دعا کیا کرتے تھے کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جو سب سے بڑا اور بردبار ہے، کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جو عرش عظیم کا ربّ ہے، کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جو آسمانوں اور زمین کو پالنے والا ہے اور عرش کریم کا ربّ ہے۔

✡✡✡✡

هوالشافی

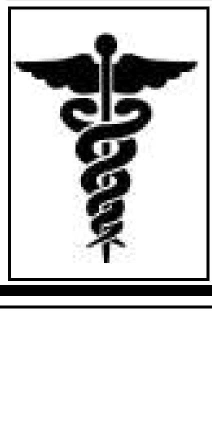

N D QAMAR HERBAL & UNANI CLINIC
(Treatment for all kinds of Chronic Diseases)
SINCE 1980
Near Khilafat Gate Qadian (Punjab)
contact no : +91 99156 02293
email : qamarafiq81@gmail.com
instagram : qamar_clinic

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 03/مارچ 2025ء بروز سوموار 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

(نماز جنازہ حاضر)

(1) مکرم اعجاز الحق صاحب
ابن مکرم فضل حق خان صاحب
(فارنہم۔ یوکے)

27/فروری 2025ء کو 82 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کی پڑدادی حضرت اللہ رکھی صاحبہ رضی اللہ عنہا اور دادا حضرت شیخ جلال الدین صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ مرحوم کا تعلق کراچی سے تھا جہاں آپ کو لمبا عرصہ جماعت کی خدمت کی توفیق ملی۔ پیشہ کے لحاظ سے انجینئر تھے اور ریڈیو پاکستان میں کام کیا۔ 2003ء میں یوکے آئے اور لمبا عرصہ بریڈفورڈ میں رہنے کے بعد چند سال قبل اسلام آباد کے قریب شفٹ ہوگئے تھے۔ مرحوم کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ لٹریچر کی تقسیم کا کام بڑی دلچسپی سے کیا کرتے تھے۔ مرحوم نماز اور روزہ کے پابند، غریب پرور، ہمدرد، ملنسار اور دھیمے مزاج کے مالک ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے انتہائی عقیدت اور محبت کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے شامل ہیں۔ آپ مکرم نور الحق صاحب (نائب صدر جماعت اسلام آباد و قائد تحریک جدید مجلس انصار اللہ یوکے) اور مکرم نداء الحق صاحب (ریجنل کوآرڈینیٹر بیکن آف پیس مجلس انصار اللہ یوکے) کے والد تھے۔

(2) مکرمہ پروین اختر صاحبہ
اہلیہ مکرم ذوالفقار احمد صاحب
(لندن۔ یوکے)

26/فروری 2025ء کو 64 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم محمد شریف صاحب مرحوم (سابق مینیجر وسیم آباد اسٹیٹ سندھ) کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، مہمان نواز، چندوں میں باقاعدہ ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ نے جرمنی اور لندن میں مختلف جماعتی خدمات کی توفیق پائی۔ شوہر کے ساتھ مل کر گھانا میں ایک مسجد کی تعمیر اور ایک گاؤں میں پانی کا کنواں لگوانے کا بھی موقع ملا۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم نسیم احمد صاحب (کارکن مین گیٹ اسلام آباد یوکے) کی ہمشیرہ تھیں۔

(نماز جنازہ غائب)

(1) مکرمہ سعیدہ خانم صاحبہ
اہلیہ مکرم عبداللطیف صاحب پریمی مرحوم
(امریکہ)

28/جنوری 2025ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے خاوند مکرم عبداللطیف پریمی صاحب مربی سلسلہ تھے۔ 1963ء سے 1969ء تک آپ ان کے ساتھ گھانا میں رہیں۔ اس کے بعد آپ کے میاں طویل عرصہ وکالت تبشیر میں خدمات بجالاتے رہے اور وہیں سے ریٹائر ہوئے۔ 2015ء میں ان کی وفات کے بعد دس سالہ بیوگی کا دور بڑے صبر و ہمت کے ساتھ گزارا۔ آپ نے گھر کے ماحول کو احمدیت اور عشق خلافت سے ہمیشہ معطر رکھا۔ مرحومہ سکول ٹیچر تھیں اور 25 سال تک یہ ڈیوٹی سرانجام دی۔ آپ کی سینکڑوں شاگرد ہیں۔ آپ اپنی ساتھی ٹیچرز کے ساتھ بہت اعلیٰ اخلاق اور دوستانہ ماحول میں رہتیں اور طالبات پر خاص شفقت کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔

(2) مکرم چودھری عطاء اللہ وڑائچ صاحب
(حاصل پور شہر۔ ضلع بہاولنگر)

30/دسمبر 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت میاں علی محمد صاحب رضی اللہ عنہ کے ذریعہ آئی۔ مرحوم نے لمبا عرصہ اپنی جماعت میں صدر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ باقاعدگی سے نماز تہجد اور پنجگانہ نمازوں کا التزام کرنے والے تھے۔ جب بھی کوئی مرکزی مہمان آتا تو حسب توفیق ضرور اس کی مہمان نوازی کرتے۔ آپ نے اپنی ذاتی جگہ مربی ہاؤس کے لیے دی۔ چندہ جات میں باقاعدہ تھے۔ جماعتی میٹنگز میں ضرور شامل ہوتے۔ نہایت سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ قربانی کا جذبہ آپ کے اندر بہت زیادہ تھا۔ واقفین زندگی کا بہت احترام کرتے۔ دعوت الی اللہ اور مسجد بنانے کی وجہ سے آپ پر ایک مقدمہ دائر ہوا اور آپ کو قید کرلیا گیا۔ اسیری کا یہ دور آپ نے بڑی بہادری سے کاٹا۔ جیل میں جب بھی کوئی ملنے جاتا تو ہنستے مسکراتے ہوئے ملتے اور اپنی اسیری کے واقعات سناتے۔ آپ نے چھ ماہ سے زیادہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ آپ میں خدمت دین کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ خلافت کے ساتھ نہایت احترام اور عقیدت کا تعلق تھا۔ اپنے بزرگوں کی قبول احمدیت کے واقعات بڑے جوش اور محبت کے ساتھ سنایا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹے شامل ہیں۔ آپ مکرم انتصار احمد صاحب مربی سلسلہ (استاد جامعہ احمدیہ جرمنی) کے دادا تھے۔

(3) مکرم پرویز اقبال چدھڑ صاحب
ابن مکرم چودھری محمد نذیر صاحب
(گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ)

26/نومبر 2024ء کو 64 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کا تعلق ایک زمیندار گھرانے سے تھا۔ آپ کے دادا نے احمدیت قبول کی اور وہ خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ مرحوم نے تین سال قاضی ضلع گوجرانوالہ کے علاوہ مقامی جماعت میں مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم وکالت کے شعبہ سے وابستہ تھے لیکن ساتھی وکلاء کی مخالفت کی وجہ سے عدالت میں پیش ہونا چھوڑ دیا تھا۔ مرحوم بڑے ایماندار، شریف النفس اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(4) مکرم چودھری حمید احمد صاحب

باقی صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔(سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر12342: میں عبدالحیٔ ولد مکرم مہیشورن صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ پینٹر تاریخ پیدائش: 3 اگست 1980ء تاریخ بیعت: 24 جون 2005ء ساکن: 23/55، کاماچی نگر فرسٹ سٹریٹ نایارانا پورم پالیکارانائی چنئی بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 26 مارچ 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ایک گھر پالیکارانائی گاؤں میں واقع ہے جو کہ 630 اسکوئر فٹ پر ہے۔سروے نمبر 627، پلاٹ نمبر 3A میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/20,000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ایم ایچ عبدالملک　　العبد : ایم عبدالحیٔ　　گواہ : ایس ایم مظفر احمد

مسل نمبر12343: میں Fathimathus Suja زوجہ مکرم محمد ابوبکر صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 9 جون 1991ء پیدائشی احمدی ساکن: 44/32D دیوی بوانی الامن کوئل، اوتری چنئی بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ: 24 جنوری 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: ایک عدد چین ڈالر کے ساتھ 36 گرام جو کہ حق مہر ہے، ایک عدد بینگلز 8 گرام، دو عدد انگوٹھیاں 10 گرام، ایک جوڑی کان کی بالی 8 گرام، آٹھ عدد انگوٹھیاں 17 گرام، ایک عدد نیکلس 12 گرام، ایک جوڑی کان کی بالی 7 گرام، ایک عدد حرم 45 گرام، ایک ہاتھ کی چین 8 گرام، ایک چھوٹی چین 7 گرام (تمام زیورات 158 گرام 22 کیریٹ) میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : اے سلیم اللہ　　الامۃ :Fathimathus Suja　　گواہ : عمر عبدالقدیر

مسل نمبر12344: میں شاہینہ این زوجہ مکرم عبدالعزیز ڈبلیو.اے صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 25 سال پیدائشی احمدی ساکن: پلاٹ نمبر 7، اے بلاک ایس آر آئی نگر کالونی چنئی بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ: 6 اپریل 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: دو عدد نیکلس 75.534 گرام، چار عدد بینگلز 53.09 گرام، دو جوڑی کان کی بالی 9.924 گرام، تین عدد انگوٹھیاں 6.34 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ)، ایک ڈائمنڈ گولڈ نیکلس 18.07 گرام، ایک عدد ڈائمنڈ گولڈ بریسلٹ 5.171 گرام، ایک عدد ڈائمنڈ گولڈ رنگ 0.979 گرام، ایک عدد ڈائمنڈ گولڈ رنگ 466. 2 گرام (تمام زیورات 18 کیریٹ) حق مہر ایک لاکھ پینتیس ہزار روپے۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/31,000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عبدالعزیز　　الامۃ : شاہینہ این　　گواہ : وسیم احمد

مسل نمبر12345: میں سلمہ ریحان بنت مکرم حافظ محمد ریحان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ طالبہ علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی ساکن: نزد نورالدین لائبریری قادیان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 10 مئی 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : حافظ محمد ریحان　　الامۃ : سلمہ ریحان　　گواہ : محمود آرفانی

مسل نمبر12347: میں رضیہ بیگم زوجہ مکرم منذیر احمد خان صاحب قوم احمدی مسلمان پنشنر عمر 60 سال پیدائشی احمدی ساکن: اقبال کالونی اے تحصیل بھدرواہ ضلع ڈوڈہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 25 مئی 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: ایک عدد سونے کی چین 18.510 گرام، ایک عدد ہار 19.530 گرام، تین عدد جھمکے 21.670 گرام، انگوٹھیاں 2 عدد 5.600 گرام، ایک جوڑی چوڑیاں 23.150 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) نقدی رقم از بنک -/8,00,000 روپئے۔حق مہر -/5,000 روپئے۔میرا گزارہ آمد از پنشن ماہوار -/40,000 روپئے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : نوید احمد میر　　الامتہ : رضیہ بیگم　　گواہ : عبدالرشید میر

مسل نمبر12348: میں کے باصر احمد ولد مکرم کے ناصر احمد صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 15 اکتوبر 1996ء پیدائشی احمدی ساکن: قادیان گورداسپور پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 31 مئی 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/200 روپئے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : احسان علی　　العبد : کے باصر احمد　　گواہ : سید دانش آفتاب

مسل نمبر12349: میں فوزیہ کوثر زوجہ مکرم شعیب احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: یکم جنوری 1985ء پیدائشی احمدی ساکن: خانپور ملکی غازی پور ضلع مونگیر صوبہ بہار بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 22 مئی 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: 15 گرام 22 کیریٹ۔زیور نقرئی: 200 گرام۔حق مہر -/21,000 روپئے وصول شد۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپئے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ارشاد احمد　　الامتہ : فوزیہ کوثر　　گواہ : ناصر احمد زاہد

مسل نمبر12350: میں افسانہ بیگم زوجہ مکرم اقرار احمد خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 25 اپریل 1985ء تاریخ بیعت 1998ء ساکن: پوسٹ چندیریہ ضلع چتوڑ گڑھ صوبہ راجستھان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ: 16 نومبر 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: ناک کا پھول ایک عدد 22 کیریٹ۔زیور نقرئی: ایک جوڑی پائل 100 گرام۔حق مہر -/10,000 روپئے۔میرا گزارہ آمد از خورونوش ماہوار -/500 روپئے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ : اقرار احمد　　الامتہ : افسانہ بیگم　　گواہ : عنایت اللہ

بقیہ نماز جنازہ حاضر و غائب از صفحہ نمبر 18

ابن مکرم چودھری محمد اسماعیل صاحب
(بریمپٹن۔کینیڈا)

8/اکتوبر 2024ء کو 80 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے خاندان میں سب سے پہلے آپ کے دادا مکرم خیر دین صاحب نے احمدیت قبول کی۔ مرحوم نے پاکستان اور کینیڈا میں مختلف جماعتی اور تنظیمی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔کینیڈا آنے کے بعد قضاء کے علاوہ شعبہ مال اور وصیت میں خدمت بجالاتے رہے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تہجد گزار، غریب پرور، ہمدرد، خلافت سے بے حد پیار اور عقیدت کا تعلق رکھنے والے ایک مخلص انسان تھے۔ چندہ جات میں باقاعدہ اور مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔خاندان میں بڑے ہونے کے ناطے بھائی بہنوں کی تمام ذمہ داریوں کو بخوبی نبھایا۔ مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے شامل ہیں۔

(5) مکرمہ مسرت جاوید صاحبہ
اہلیہ مکرم محمد جاوید صاحب
(کرتو شریف ضلع شیخوپورہ)

27/دسمبر 2024ء کو 65 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ صوم وصلوۃ کی پابند، پرہیزگار، ہمدرد، خوش اخلاق، ملنسار اور مخلص خاتون تھیں۔قرآن کریم کی تلاوت بڑی باقاعدگی سے کرتیں اور خود کو دعاؤں اور ذکر الٰہی میں مشغول رکھتی تھیں۔خلافت سے خاص وفا اور اخلاص کا تعلق تھا۔ حضور انور کو باقاعدگی سے دعا کے لیے لکھتیں اور خطبات بھی بڑی باقاعدگی سے سنا کرتی تھیں۔آپ کو مقامی سطح پر مختلف خدمات کی توفیق ملتی رہی اور اس دوران اپنی ذمہ داریوں کو خوب اچھی طرح نبھایا۔مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں میاں کے علاوہ تین بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم کاشف جاوید بٹر صاحب......کی والدہ تھیں۔

(6) مکرم احسان احمد نجم صاحب
ابن مکرم محمد عرفان صابر صاحب
(دارالعلوم وسطی ربوہ)

9/جولائی 2024ء کو 40 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحوم اپنی مجلس میں قائد خدام الاحمدیہ اور لوکل جماعت میں نائب سیکرٹری مال اور سیکرٹری وصایا کے طور پر خدمت بجالاتے رہے۔مرحوم کا گھر کے تمام افراد سے مثالی تعلق تھا۔گھر کے ہر فرد کو تلقین کرتے کہ ہر ہفتہ حضور کو دعائیہ خط لکھا کریں۔ بڑے بھائی کے یتیم بچوں کی ماہانہ مدد کیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں والدہ اور اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ بیٹا جامعہ احمدیہ میں پہلے سال کا طالب علم ہے۔آپ کے بھائی معلم وقف جدید کے طور پر خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔آمین۔

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 74 Thursday 24-31 July - 2025 Issue. 30-31

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

آنحضرت ﷺ کو خونریز انتقام لینے کی کوئی خواہش نہیں تھی، کسی کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا گیا
مکہ کی فتح بغیر کسی قسم کی خونریزی کے حاصل ہوئی تھی اور محمد ﷺ کی پُرامن پالیسی کامیاب رہی
چند ہی سالوں میں مکے میں بُت پرستی کا خاتمہ ہو گیا اور عکرمہ اور سہیل جیسے سخت ترین مخالف مخلص اور پُرجوش مسلمان بن گئے

(کیرن آرم سٹرانگ برطانیہ کی ایک انصاف پسند مستشرقہ)

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 18 ؍جولائی 2025ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو۔کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج بھی فتح مکّہ کے واقعات کی مزید تفصیل بیان کروں گا۔ آنحضرت ﷺ کے مکّے میں قیام کے متعلق اختلاف ہے۔ بخاری میں درج روایت کے مطابق آپؐ مکے میں 19 دن ٹھہرے۔ آپؐ نماز قصر کرتے تھے۔ بعض روایات میں 18، 17 اور 15 دن کا تذکرہ بھی ہے۔

بعض مستشرقین نے بھی فتح مکہ کے متعلق اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ مثلاً ولیم میور جو ایک مشہور مستشرق ہے، اس کا تعلق سکاٹ لینڈ سے تھا، وہ فتح مکہ کا ذکر کرتے ہوئے اپنی کتاب دی لائف آف محمد (ﷺ) میں لکھتا ہے کہ محمد (ﷺ) کا ماضی کے تمام پرانے قصوروں کو معاف کرنا اور اُن کی تمام چھوٹی بڑی تکالیف کو فراموش کر دینا دراصل آپ (ﷺ) کے اپنے فائدے کے لیے تھا لیکن اس کے لیے ایک بڑے اور گداز دل کی ضرورت ہوتی ہے۔

اسی طرح ولیم منٹگمری، جو ایک سکاٹش مستشرق تھا اور اس نے اسلام اور نبی اکرم ﷺ کے خلاف بہت سخت باتیں کی ہیں وہ کہتا ہے کہ مکّہ کے رؤساء کو مسلمان ہونے پر مجبور نہیں کیا گیا، یہ رؤساء اور دیگر بہت سے لوگ کفر پر قائم رہے۔ سب سے بڑھ کر وہ مہارت جس کے ساتھ انہوں نے (یعنی آنحضور ﷺ نے) اپنی سربراہی میں موجود اتحاد کو سنبھالا اور تقریباً تمام افراد کو یہ احساس دلایا کہ ان کے ساتھ انصاف کیا جا رہا ہے اس چیز نے اسلامی معاشرے میں ہم آہنگی، اطمینان اور جوش کے جذبات کو نمایاں کر دیا۔

پھر ایک مستشرق ہے آرتھر گلمے اس کا تعلق امریکہ سے تھا، وہ کہتا ہے کہ آپ (ﷺ) کی یہ بات بے حد تعریف کے لائق ہے کہ جس موقع پر ماضی کے مظالم کی یاد آپ کو انتقام لینے پر اُکسا سکتی تھی، آپ نے اپنی فوج کو ہر قسم کی خون ریزی سے منع فرمایا اور عاجزی اور خدا تعالیٰ کے شکر کا ہر ممکن اظہار کیا۔

ایک خاتون مستشرق، روتھ کرسٹن جن کا تعلق امریکہ سے ہے، لکھتی ہیں کہ سال 630ء کے آغاز میں ایک دن وہ شخص جسے صرف دس سال پہلے شہر سے پتھر مار کر نکال دیا گیا تھا اور جسے مذاق کا نشانہ بنایا گیا تھا، اب اپنے دس ہزار تجربہ کار سپاہیوں کے ساتھ شہر میں داخل ہوا۔ محمد (ﷺ) نے حکم دیا تھا کہ کسی کو قتل نہ کیا جائے، شہریوں کے ساتھ مہربانی کا سلوک کیا جائے۔

کیرن آرم سٹرانگ برطانیہ کی ایک اچھی مستشرقہ ہیں، بڑے انصاف سے لکھنے والی ہیں، لکھتی ہیں کہ آپ (ﷺ) کو خونریز انتقام لینے کی کوئی خواہش نہیں تھی، کسی کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا گیا اور نہ ہی ایسا لگتا ہے کہ کسی پر کوئی دباؤ ڈالا گیا۔ محمد (ﷺ) مکہ اس لیے نہیں آئے تھے کہ قریش کو ظلم و ستم کا نشانہ بنائیں، بلکہ اس لیے آئے تھے کہ اس مذہب کو ختم کر دیں جو اُن کے لیے ناکام ثابت ہوا تھا۔ مکے کی فتح کے ذریعے محمد (ﷺ) نے نبوت کے اپنے دعوے کو سچ ثابت کر دیا۔ یہ فتح بغیر کسی قسم کی خونریزی کے حاصل ہوئی تھی اور محمد (ﷺ) کی پُرامن پالیسی کامیاب رہی۔ چند ہی سالوں میں مکے میں بُت پرستی کا خاتمہ ہو گیا اور عکرمہ اور سہیل جیسے سخت ترین مخالف مخلص اور پُرجوش مسلمان بن گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عبداللہ بن ابی سرح کے قبول اسلام کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔ یہ کاتبِ وحی تھے لیکن انہیں ٹھوکر لگی اور مرتد ہو کر مکہ آ گئے۔ فتح مکہ کے موقع پر جن لوگوں کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا اُن میں عبداللہ بن ابی سرح کا نام بھی تھا، مگر حضرت عثمانؓ نے انہیں پناہ دے دی اور وہ آپؓ کے گھر میں چھپے رہے۔ ایک روز جب آپؐ بیعت لے رہے تھے تو حضرت عثمانؓ انہیں بھی لے آئے۔ آنحضور ﷺ نے کچھ دیر تو تامل فرمایا اور پھر ان کی بیعت لے لی۔ یہ بعد میں مصر کے گورنر بھی رہے اور افریقہ کا ایک علاقہ بھی فتح کیا۔ حضرت عثمانؓ کے رضاعی بھائی تھے۔ آپؓ کی شہادت کے بعد فتنوں سے الگ ہو گئے تھے۔ ذکر آتا ہے کہ انہوں نے دعا کی تھی کہ ان کا آخری عمل نماز ہو چنانچہ ایک روز صبح کی نماز کے وقت سلام پھیرتے ہوئے ان کی وفات ہو گئی۔

عکرمہ بن ابوجہل کے بھی قتل کا حکم تھا۔ عکرمہ نے مکہ سے بھاگ کر سمندر کے راستے سے یمن جانے کا فیصلہ کیا۔ اس کی بیوی ام حکیم نے اسلام قبول کر لیا تھا، وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ عکرمہ کو خطرہ ہے کہ آپؐ اسے قتل کروا دیں گے آپؐ اسے امان دے دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ امان میں ہے۔ چنانچہ عکرمہ کی بیوی اس کے پاس پہنچی اور اسے کہا کہ مَیں تمہارے پاس اُس انسان کی طرف سے آئی ہوں جو لوگوں میں سب سے زیادہ جوڑنے والا اور لوگوں میں سب سے زیادہ نیک اور لوگوں میں سب سے زیادہ خیر خواہ ہے۔ تُو اپنی جان کو ہلاکت میں مت ڈال کیونکہ مَیں تمہارے لیے امان طلب کر چکی ہوں۔ چنانچہ عکرمہ واپس آیا اور اس نے اسلام قبول کر لیا۔

ھبار کے بھی قتل کا حکم تھا جو آنحضور ﷺ کی بیٹی حضرت زینبؓ کی ہلاکت کا موجب ہوا تھا۔ اس شخص نے حضرت زینبؓ کے اونٹ کی زین کا چوڑا تسمہ جس سے اُسے کسا جاتا ہے کاٹ دیا تھا، اور آپؓ اونٹ سے نیچے جا گری تھیں جس کی وجہ سے اُن کا حمل ضائع ہو گیا اور کچھ عرصے بعد وہ شہید ہو گئیں۔ یہ شخص بھاگ کر ایران چلا گیا تھا مگر پھر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور معافی کا طلب گار ہوا۔ آنحضور ﷺ نے اس شخص کو بھی معاف فرما دیا۔

کعب بن زہیر بھی آنحضور ﷺ کا سخت معاند تھا، شاعر تھا اور اپنی شاعری سے اسلام اور آنحضور ﷺ کے خلاف شر پھیلایا کرتا تھا۔ یہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی شناخت ظاہر کیے بنا کعب بن زہیر کے لیے معافی کا طلب گار ہوا۔ آپؐ نے جب اسے معاف فرمایا تو اس نے کہا کہ کعب مَیں ہی ہوں۔ آنحضور ﷺ نے اسے معاف فرما دیا۔ کعب نے آپؐ کی شان میں ایک قصیدہ کہا جس پر آپؐ نے اسے اپنی چادر عنایت فرمائی۔ اسی وجہ سے یہ قصیدہ، قصیدہ بُردہ کہلاتا ہے۔ بُردہ کے معنے چادر کے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ کے آخر میں فرمایا: اگلے جمعہ سے ان شاء اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے، اس کے لیے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس جلسے کو کامیاب فرمائے اور اپنے فضلوں سے اسے نوازتا رہے۔ اللہ تعالیٰ ہر شریر کی شر سے بچائے۔ جو مہمان اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک سے آ رہے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں خیر و عافیت سے لائے اور یہاں بھی خیریت سے رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہر میزبان کو مہمانوں کی مہمان نوازی کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

کارکنان بڑے شوق اور جذبے سے ڈیوٹیوں کے لیے خود کو پیش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کارکنان کو بھی خدمت کی توفیق دے نہایت عزت و احترام اور نرمی اور خوش مزاجی سے یہ مہمانوں کی خدمت کریں۔ ہر کارکن کو یہ سوچ کر یہ دن گزارنے چاہئیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کی توفیق دی ہے۔ اس لیے اس کے لیے ہم ہر قربانی کرنے کے لیے اپنے آپ کو تیار رکھیں گے اور ہر صورت حال میں ہمارے چہروں پر مسکراہٹ رہے گی۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق دے، آمین۔ لیکن ساتھ ہی ہر ایک پر گہری نظر بھی رکھنی چاہیے تا کہ کسی کو بھی کوئی شر پھیلانے کی جرأت پیدا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ سب کارکنان کو احسن رنگ میں خدمت کی توفیق دے اور یہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے بنیں۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad